احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

اپریل 2023ء

طہارۃ القلوب کے مراحل اور قربِ الٰہی کا حصول

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

رمضان المبارک: اہمیت، فضیلت اور تقاضے

معاشی بحران اور اس کا حل

احتساب کی ناگزیریت

اعتکاف کی شرعی حیثیت اور فضائل و ثمرات

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا دورۂ یورپ

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا دورۂ یورپ

کینیڈا: شیخ حماد مصطفیٰ المدنی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے

احیائے اسلام اور امنِ عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

جلد: 37 / شمارہ: 4 / ۱۴۴۴ھ رمضان المبارک / اپریل 2023ء

بفیضانِ نظر
قدوۃ الاولیاء شیخ المشائخ حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی البغدادی قدس سرہ العزیز

زیرِ سرپرستی
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری مدظلہ

زیرِ نگرانی
ڈاکٹر حسن محی الدین قادری | ڈاکٹر حسین محی الدین قادری

چیف ایڈیٹر نوراللہ صدیقی

ایڈیٹر محمد یوسف

ڈپٹی ایڈیٹر محبوب حسین

ایڈیٹوریل بورڈ
محمد رفیق نجم، محمد فاروق رانا
عین الحق بغدادی

مجلس مشاورت
خرم نواز گنڈاپور، احمد نواز انجم
جی ایم ملک، محمد جواد حامد، سرفراز احمد خان
منظور حسین قادری، غلام مرتضیٰ علوی

قلمی معاونین
مفتی عبدالقیوم خانؒ ہزاروی، محمد شفقت اللہ قادری
ڈاکٹر طاہر حمید تنولی، پروفیسر محمد الیاس اعظمی
ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی، ڈاکٹر محمد افضل قادری

حسنِ ترتیب

اداریہ: معاشی بحران اور اس کا حل	چیف ایڈیٹر	3
القرآن: طہارۃ القلوب کے مراحل اور قربِ الٰہی کا حصول	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	5
الفقہ: اعتکاف کی شرعی حیثیت اور فضائل و ثمرات	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	12
رزق میں برکت کے ذرائع	ڈاکٹر حسین محی الدین قادری	16
رمضان المبارک: اہمیت، فضیلت اور تقاضے	ڈاکٹر نعیم انور نعمانی	23
احکامِ صوم میں ملنے والی رخصتوں کے مظاہر	ڈاکٹر شبیر احمد جامی	28
احتساب کی ناگزیریت	ڈاکٹر محمد تاج الدین کالامی	32
جذبۂ حب الوطنی	محمد اقبال چشتی	37
ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا دورۂ یورپ	رپورٹ: نوراللہ صدیقی	39
ڈاکٹر حسین محی الدین قادری: سیمینارز اور کانفرنسز سے خطابات	خصوصی رپورٹ	42
معراج النبی ﷺ اور شبِ برأت کے موقع پر شیخ حماد مصطفیٰ المدنی کے خطابات: رپورٹ		45
اعتکاف ہدایات 2023ء		47

ملک بھر کے تعلیمی اداروں اور لائبریریوں کیلئے منظور شدہ
www.minhaj.info
www.facebook.com/minhajulquran
email:mqmujallah@gmail.com (مجلّہ آفس و سالانہ خریداران)
minhaj.membership@gmail.com (نظامت ممبرشپ/ رفقاء)
smdfa@minhaj.org (بیرون ملک رفقاء)

کمپیوٹر آپریٹر محمد اشفاق انجم | گرافکس عبدالسلام
خطاطی محمد اکرم قادری | عکاسی قاضی محمود الاسلام

قیمت فی شمارہ 60 روپے | سالانہ خریداری 700 روپے

انتباہ! مجلّہ منہاج القرآن میں آنے والے جملہ پرائیویٹ اشتہار خلوص نیت سے شائع کئے جاتے ہیں، ادارہ کی کسی کاروبار میں شراکت ہے اور نہ ہی ادارہ فریقین کے درمیان کسی بھی قسم کے لین دین کا ذمہ دار ہوگا۔

بدل اشتراک: مشرق وسطی جنوب مشرقی ایشیاء، یورپ، افریقہ، آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید جنوبی امریکہ و ریاستہائے متحدہ امریکہ 30 امریکی ڈالر سالانہ

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر 01970014575103 حبیب بینک فیصل ٹاؤن برانچ ماڈل ٹاؤن لاہور پاکستان

ناشر: محمد اشرف قادری، مطبع: منہاج القرآن پرنٹرز 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور UAN:042-111-140-140 Ext:128

حمد باری تعالیٰ

اندازہ کس طرح ہو اس در کی رفعتوں کا
پرنور سلسلہ ہے کعبہ کی عظمتوں کا

احرام باندھ کر جو جاتے ہیں سوئے کعبہ
پیغام انہیں ملا ہے جنت کی راحتوں کا

آمد کا سلسلہ ہے قائم بیک تسلسل
پھیلا کہاں کہاں ہے وہ حسن چاہتوں کا

دیوانہ وار گھومیں اس کے چہار جانب
دل میں سمیٹتے ہیں سیلاب رحمتوں کا

جاں سجدہ ریز کعبہ، دل واصف مدینہ
تحفہ ملا ہے ان کو کعبہ کی رحمتوں کا

اس سے ہی ملا ہے جو کچھ ہمیں ملا ہے
دل پر ہے نقش دائم اس گھر کی شوکتوں کا

یہ شاعری نہیں ہے، آواز ہے یہ دل کی
جو ذکر کررہا ہوں کعبے کی عظمتوں کا

مدت سے ذہن و دل پر جو بوجھ سا تھا خالدؔ
وہ بوجھ اٹھ گیا ہے ناکام حسرتوں کا!

(خالد شفیقؔ)

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

شبابِ ہست پہ ہر دم نکھار آپ سے ہے
دماغِ عشق میں سارا خمار آپ سے ہے

زبانِ حال سے کہتی ہے ہستیٔ آفاق
جمالِ خلقِ یمین و یسار آپ سے ہے

درود کیوں نہ پڑھیں طائرانِ باغِ جناں
جِناں کے حسن کا جملہ وقار آپ سے ہے

یہ آرہی تھی صدا عرش سے شبِ معراج
دنیٰ کے بخت کا ہر افتخار آپ سے ہے

یوں غارِ ثور میں صدیقؓ نے کہا ہوگا
مرے حضورؐ فقط میرا پیار آپ سے ہے

بہ اعتبارِ عمل کچھ نہیں ہے ہمذآلی
فلاح و فوز سے یہ ہمکنار آپ سے ہے

﴿انجینئر اشفاق حسین ہمذآلی﴾

معاشی بحران اور اس کا حل

پاکستان آج کل معاشی بحران سے گزر رہا ہے۔ یہ بحران انفرادی، اجتماعی اور ریاستی ہر سطح پر ہے۔ ریاستی سطح پر پاکستان اربوں ڈالر کے قرضوں پر بھاری سود ادا کر رہا ہے۔ آمدن سے اخراجات بڑھنے کی وجہ سے تعلیم، صحت، روزگار کے منصوبے ختم ہو چکے ہیں اور اب تو ترقیاتی بجٹ بھی نہ ہونے کے برابر ہے۔ عام آدمی مہنگائی اور گرانی کی چکی میں پس رہا ہے۔ ماہ مارچ کے وسط کے سرکاری اعداد و شمار کے مطابق افراطِ زر کی شرح 46 فیصد سے تجاوز کر چکی۔ اتنی بڑی گرانی کی لہر کے ساتھ جسم اور جان کا رشتہ برقرار رکھنا ناممکن ہو چکا ہے، جس کے نتیجے میں وطنِ عزیز میں خود کشیاں اور جرائم کی شرح دن بہ دن بڑھ رہی ہے۔ بین الاقوامی مالیاتی ادارے پاکستان کے معاشی بحران سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ قرضے کے عوض ایسی غیر انسانی شرائط کا نفاذ چاہتے ہیں جن سے انسان کی معاشی و معاشرتی زندگی تباہ و برباد ہو کر رہ جائے گی۔ پٹرول، بجلی، گیس بنیادی ضروریات زندگی ہیں اور آئے روز ان کی قیمتوں میں اضافہ کی وجہ سے عام آدمی کے ساتھ ساتھ صنعتی و تجارتی شعبہ بھی بری طرح متاثر ہو رہا ہے۔ الغرض یہ کہنا بے جانہ ہو گا کہ پاکستان تاریخ کے بدترین معاشی بحران سے گزر رہا ہے۔

اسلام دینِ فطرت ہے۔ انسانی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جس میں اسلام نے راہنمائی مہیا نہ کی ہو۔ اسلام نے جہاں سیاسی، سماجی زندگی کے لئے راہ نما اصول دیئے ہیں وہاں معاشی حوالے سے بھی انسانیت کو ابدی اصول عطا کئے ہیں۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے امتِ مسلمہ کو ایک ایسا معاشی و معاشرتی ڈھانچہ عطا فرمایا ہے جس میں افراد اپنے آپ کو اپنے وسائل کا امانت دار سمجھتے ہیں۔ اسلام انفرادیت نہیں، اجتماعیت کا دین اور ضابطۂ حیات ہے۔ اسلام کا مخاطب فرد نہیں بلکہ افراد ہیں۔ اسلام فرد کی خوشحالی کو فتنہ اور جماعت کی خوشحالی کو رحمت سے تعبیر کرتا ہے۔ مصطفوی تعلیمات بتاتی ہیں کہ زیادہ آمدن حاصل کرنے کا مطلب زیادہ خرچ کرنے کی زیادہ ذمہ داری قبول کرنا ہے۔ اسلام ارتکازِ دولت اور ارتکازِ وسائل کی نفی کرتا ہے بلکہ اس عمل پر تعزیری تعلیمات کا حامل ہے۔

ریاستِ مدینہ کرۂ ارض کی وہ واحد ریاست تھی جس میں صاحب حیثیت افراد کو پیغمبرِ اسلام ﷺ نے بے سرو سامان مسلمانوں کی کفالت اور انہیں اپنے وسائل میں حصہ دار بنا کر پاؤں پر کھڑا کرنے کا عظیم الشان معاشی اصول دیا۔ اسلامی تعلیمات میں اسی معاشی فلاسفی کو مواخات کہا جاتا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک کا کھانا دو لوگوں کے لئے کافی ہوتا ہے۔ دو آدمیوں کا کھانا چار کیلئے کافی ہوتی ہے اور چار آدمیوں کو کھانا آٹھ آدمیوں کے لئے کافی ہوتا ہے۔ ایک اور موقع پر حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پاس بھی اپنے استعمال کے علاوہ کوئی سواری کا جانور ہے، وہ اسے اس کو دے دے جس کے پاس کوئی نہ ہو اور جس کے پاس زیادہ زادِ راہ ہو، وہ اسے اس کو دے دے جس کے پاس کچھ نہ ہو۔''

آج انفرادی سطح پر ہم جس معاشی بحران سے گزر رہے ہیں، اس کی ایک بڑی وجہ صاحبِ حیثیت افراد کی ارتکازِ دولت کی حد سے متجاوز حرص ہے۔ اسلامی معاشیات میں ارتکازِ دولت قابلِ گرفت عمل ہے۔ اسی طرح عالمِ اسلام کو اللہ رب العزت نے بے پناہ وسائل سے نوازا ہے۔ عالمِ اسلام کے اندر ایسے افراد بھی ہیں جو اربوں ڈالر کے اثاثوں اور دولت کے مالک ہیں اور ان کی دولت ہر گزرتے دن کے ساتھ بڑھ

رہی ہے مگر دوسری طرف عالمِ اسلام کے بعض ملک ایسے بھی ہیں جن کے عوام اشیائے ضروریہ کے لئے ترس رہے ہیں اور اس کے لئے غیر اسلامی ممالک سے ہتک آمیز طریقے سے امداد اور قرضے لینے کے لئے اپنی خود مختار کو گروی رکھ رہے ہیں۔

اس حوالے سے منہاج القرآن انٹرنیشنل کے صدر پروفیسر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے ایک تجویز دی ہے جس پر عمل درآمد کرنے سے اُمہ اپنی معاشی بیساکھیاں توڑ سکتی ہے اور اغیار کے آگے ہاتھ پھیلانے کی خفت سے بچ سکتی ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے تجویز دی ہے کہ ''مسلم کامن وقف (MCW)'' کے نام سے ایک مستقل مالیاتی ادارہ قائم کیا جائے جو بوقت ضرورت فنانشل کرائسس اکانومی کو سہارا دے اور معاشی بحران میں مبتلا ضرورت منداسلامی ملکوں کی مدد کر سکے۔ آئی ایم ایف کے مہنگے سودی قرضے اور کڑی شرائط کی وجہ سے غریب اسلامی ملک بتدریج اپنی خود مختاری کھو رہے ہیں۔ ''مسلم کامن وقف'' کے لئے دنیا بھر میں موجود ارب پتی مسلمانوں کو اس فنڈ کے قائم کرنے پر قائل کیا جا سکتا ہے اور سہولت کے ساتھ ''سیڈ منی'' مہیا ہو سکتی ہے۔ اس مستقل فنڈ میں اُمہ کے مخیر حضرات اپنے اثاثے بھی عطیات کر سکتے ہیں اور اپنے منافع کا کچھ حصہ بھی وقف کر سکتے ہیں۔ اوآئی سی کے پلیٹ فارم پر یہ فنڈ قائم ہو سکتا ہے۔ اس فنڈ کو مختلف انویسٹمنٹس کے ذریعے محفوظ بنانے اور اس میں اضافہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ سلطنت عثمانیہ نے اس معاشی ماڈل کے تحت 7 سو سال تک معاشی خود مختاری اور استحکام حاصل کئے رکھا۔ خلفائے راشدین کے ادوار میں بھی اس معاشی ماڈل کو بروئے کار لا کر انسانیت کی بے مثال خدمت کی گئی۔

ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے کہا کہ اسلامی ملکوں میں مصر کے بعد پاکستان نے آئی ایم ایف پر بہت زیادہ انحصار کیا۔ دونوں ملکوں کے داخلی حالات اور سلامتی کے امور ہم سب کے سامنے ہیں۔ فی زمانہ معاشی خودانحصاری کے بغیر داخلی و خارجی خود مختاری ناممکن ہے۔ اس فنڈ کے تحت افراد کی بجائے ملکوں کے درمیان مواخات کے اسلامی تصور کو اجاگر کیا جائے۔ یہ فنڈ فقط ڈونیشن دینے تک محدود نہ ہو بلکہ اس کے ذریعے انفراسٹرکچر کی تعمیر، تعلیم، صحت کے منصوبہ جات بھی مکمل کروائے جا سکتے ہیں۔ ''مسلم کامن وقف'' کے ذریعے مسلم ممالک کے درمیان معاشی تعاون اور معاشی خود مختاری سے باہمی رشتوں کو مضبوط اور موثر بنانے میں بھی مدد ملے گی۔ ''مسلم کامن وقف'' کے ساتھ معاشی ماہرین بھی کام کریں جو مختلف مسلم ممالک کی اکانومی کو بہتر کرنے اور معاشی بحرانوں سے نمٹنے کے لئے ان کی تکنیکی سطح پر مدد بھی کریں۔

''مسلم کامن وقف'' کے حوالے سے ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کا مزید کہنا تھا کہ اللہ رب العزت نے عالم اسلام کو بے پناہ وسائل سے نوازا ہے۔ اس کے باوجود غریب اسلامی ملکوں کا اغیار کے سامنے ہاتھ پھیلانا اور ہتک آمیز شرائط کو قبول کرنا اذیت ناک ہو چکا اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس ضمن میں مسائل اور پیچیدگیاں بڑھ رہی ہیں۔ اسلامی ملکوں میں ایسے تاجر اور سرمایہ کار موجود ہیں جن کی انفرادی دولت اربوں ڈالر میں ہے۔ ایسے افراد کے ساتھ مل کر ''مسلم کامن وقف'' کے تصور کو عملی شکل دی جا سکتی ہے۔ اس معاشی ماڈل کو اسلامی ملک اپنے طور پر بھی اپنے اپنے ممالک کے اندر شروع کر سکتے ہیں اور بوقتِ ضرورت ہنگامی صورت حال کے دوران اغیار کی طرف دیکھے بغیر بحرانوں سے نمٹ سکتے ہیں۔ ''مسلم کامن وقف'' قدرتی آفات سے نمٹنے میں بھی مدد مہیا کر سکتا ہے۔ اب عالمِ اسلام کو دوسروں کے ہاتھوں کی طرف دیکھنے کی بجائے اپنے وسائل اور اپنی حکمتِ عملی پر انحصار کرنا چاہیے۔ (چیف ایڈیٹر)

طہارۃ القلوب کے مراحل اور قربِ الٰہی کا حصول

روحانی ترقی کا راستہ تزکیۂ نفس و تصفیۂ قلب و باطن سے شروع ہوتا ہے

خصوصی خطاب: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

ترتیب و تدوین: محمد یوسف منہاجین ۔۔۔ معاون: محمد ظفیر ہاشمی

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى۔ (الاعلیٰ، ۸۷: ۱۴)

”بے شک وہی بامراد ہوا جو (نفس کی آفتوں اور گناہ کی آلودگیوں سے) پاک ہوگیا۔“

روحانی ترقی کا راستہ تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب و باطن سے شروع ہوتا ہے۔ ہمارے دل اور روح کے آئینے کو زنگ کی آلودگی نے دھندلا دیا ہے۔ یہ زنگ ہی طالب کو حق کی راہ پر چلنے میں حائل ہے جب تک آئینۂ قلب و روح صاف اور شفاف نہیں ہوگا، درست راستہ نظر نہیں آسکے گا۔ قلب کی آلودگی اور زنگ کے ختم ہونے پر ہی نور نظر آسکے گا۔ جب تک بندہ نفسانی خواہشات سے مکمل طور پر علیحدہ نہ ہو جائے، اللہ سے ملاقات کے راستے کا مسافر بننا بھی ناممکن ہے۔

وہ دل جو زنگ سے دور ہے اور میل و آلائش سے بچا ہوا ہے، وہی قلب انوارِ الٰہیہ کی شعاعوں سے بھرا ہوا ہے اور اسی دل پر انوارِ الٰہیہ کا نزول ہوتا ہے۔ گویا دل پر انوارِ الٰہیہ اور اُس کی تجلیات کے نزول کے لیے لازم ہے کہ دل کے آئینے کو زنگ، میل کچیل اور آلائشوں سے صاف کیا جائے۔

قلب پر شہواتِ نفسانیہ کی آلودگی اور زنگ کے سبب دل میں شہوت، حرص، تکبر، بغض، عناد، عداوت، بخیلی اور گھٹیا پن آتا ہے۔ ان بُری خصلتوں اور رذائلِ اخلاق کو میل کچیل، زنگ اور آلائش سے تعبیر کیا گیا ہے۔ نفس کے یہ زنگ دل کے آئینے کو اس طرح آلودہ کر دیتے ہیں، جیسے زنگ یا سیاہی کے آنے سے شیشے میں کچھ نظر نہیں آتا۔ جب اُس شیشے کو صاف کرتے ہیں، تب چہرہ نظر آتا ہے۔ جس طرح صاف شیشے کے بغیر ہم اپنا چہرہ نہیں دیکھ سکتے، اِس طرح دل کا آئینہ اگر صاف نہ ہو تو اللہ رب العزت کے حُسن و جمال کا جلوہ اُس میں دکھائی نہیں دیتا۔

نیکی اور بدی پر عمل کے اعتبار سے لوگوں کی اقسام

نیکی اور بدی پر عمل کے اعتبار سے لوگوں کی تین اقسام ہیں:

۱۔ پہلی قسم ان لوگوں کی ہے جنھیں اللہ تعالیٰ نے بدی اور شر سے محفوظ کر لیا ہے اور منبعِ خیر بنا دیا ہے۔ نیکی، تقویٰ، محبت، موَدت، اخلاص، نصیحت، خیر خواہی، رحمت، شفقت، عبادت اور پرہیزگاری ان کے باطن سے جنم لیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کو شر، بدی، گناہ، معصیت اور نفسانی رذائل سے محفوظ رکھتا ہے اور انہیں خیر پر قائم کرتا ہے۔ یہ لوگ اللہ کی حفاظت میں ہوتے ہیں۔ اگر انبیاء ہوں تو وہ کلیتاً معصوم ہیں اور اگر اولیاء ہوں تو وہ معصوم نہیں ہوتے بلکہ محفوظ ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں۔

۲۔ دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جو سراپا شر ہیں، اُن سے بدی اور برائی کے علاوہ کچھ صادر ہی نہیں ہوتا۔ ان میں ڈھونڈنے سے

☆ (خطاب نمبر: Fn-15) (تاریخ: 12 جون 2018ء)، (بمقام: شہرِ اعتکاف، بغداد ٹاؤن لاہور)

بھی خیر کے کوئی آثار نظر نہیں آتے۔ اس طرح کے لوگ بھی بہت کم ہیں۔

۳۔ تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں جن میں خیر اور شر کا اختلاط ہے۔ اس اختلاط کی صورت یہ ہے کہ ان لوگوں میں نفس امارہ کے غلبہ کی وجہ سے رذائل، حرص، لالچ، تکبر، نخوت، رعونت، مال پرستی، جاہ طلبی، شہوتیں، جھوٹ، چغلی اور غیبت بھی ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ ان کے اندر اللہ کی طرف رجوع بھی ہے، نماز بھی پڑھتا ہے، کبھی کبھی خشیتِ الٰہی کے باعث دل میں رقت بھی آتی ہے، آنکھیں بھی نم ہو جاتی ہیں، اللہ کی رہ میں صدقہ و خیرات بھی کرتا ہے، غریبوں کی مدد بھی کرتا ہے اور بھلائی کے امور بھی سرانجام دیتا ہے۔ ان لوگوں کے اندر یہ دونوں چیزیں اکٹھی ہوگئی ہیں۔ ہماری اکثریت ایسے حال کے حامل لوگوں پر مشتمل ہے یعنی 99 فیصد لوگوں کا یہی حال ہے۔

ان لوگوں میں سے کسی بندے میں خیر کا پہلو غالب ہے اور شر کم ہے اور کسی میں شر کا پہلو غالب ہے اور خیر کم ہے۔ کسی میں نیکی کا حصہ زیادہ ہے اور بدی کم ہے اور کسی میں بدی کا حصہ زیادہ ہے اور نیکی کم ہے۔ نیکی اور بدی اس طرح خلط ملط ہو کر اس بندے میں ساتھ ساتھ چلتی رہتی ہیں، جس کی وجہ سے بندہ کبھی اِدھر جاتا ہے اور کبھی اُدھر جاتا ہے اور نتیجتاً کسی منزل پر نہیں پہنچتا۔ اس بات کو اس مثال سے سمجھا جاسکتا ہے کہ ہم دن بھر مال کماتے رہیں اور جیب میں ڈالتے رہیں، جبکہ جیب کٹی ہوئی تھی، جو پیسے ڈالے، وہ نیچے گرتے رہے۔ اسی طرح ہم اعمالِ صالحہ بھی کرتے ہیں، حج و عمرہ بھی کر آتے ہیں، روضہ رسول ﷺ کی حاضری بھی دے آتے ہیں، میلاد شریف اور گیارہویں شریف کی محافل بھی کرتے ہیں، غرباء کو سحر اور افطار بھی کرواتے ہیں، غریبوں کا علاج بھی کرواتے ہیں، محتاجوں کی مدد بھی کرتے ہیں، عبادت کے لیے بھی آتے ہیں، سال کے بعد اعتکاف کے لیے بھی آتے ہیں، مسجد نبوی اور کعبۃ اللہ میں بھی اعتکاف کے لیے جاتے ہیں، خوب طواف بھی کرتے ہیں اور صالحین کی مجلس میں بھی جاتے ہیں، الغرض یہ ساری رغبتیں بھی ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ نفس کے رذائل بھی ہیں، جو بندے کو خوار کرتے ہیں اور اُس کی کسی کمائی کو باقی رہنے نہیں دیتے۔ اس طرح ہمارے آئینہ قلب پر زنگ چڑھتا رہتا ہے۔

یہ امر ذہن نشین رہے کہ ایسا نہیں ہے کہ آئینہ ہی نہیں ہے، دل کا آئینہ تو ہے مگر اُس پر زنگ اور گرد چڑھ گئی ہے، جس کے سبب اُس میں اس کا جلوہ نظر نہیں آتا۔ یہ سب زنگ ماسوی اللہ کی طرف رغبت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔

انسان کی زندگی میں امتحان کا لمحہ

بندہ جب کاروبار یا روزگار سے دولت کماتا ہے تو اس کے لئے امتحان کا مرحلہ شروع ہو جاتا ہے کہ وہ تَن کی آسائش میں کتنا مگن اور مصروف ہے اور مَن کی آسائش میں کتنا مگن اور مصروف ہے۔ تن کی آسائش میں گھر، گاڑی، مال دولت کے آنے کے سبب خوشی ہوگی اور اگر نقصان ہو تو دکھ ہوگا کہ نقصان ہوا ہے۔ جہاں تک من کی آسائش اور خوبیوں کا تعلق ہے تو یہ بھی انسان کی ساخت میں پنہاں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ. (التین، ۹۵: ۴)

’’بے شک ہم نے انسان کو بہترین (اعتدال اور توازن والی) ساخت میں پیدا فرمایا ہے۔‘‘

انسان وہ پیکر بشریت ہے کہ اسے احسن تقویم بنایا اور اس میں اللہ نے اپنی خوبیاں رکھیں۔ انسان کے اندر عالمِ لاہوت، عالمِ جبروت، عالمِ ملکوت بھی رکھا اور اِس کے اندر نیکی کی طلب اور تڑپ بھی رکھی۔ یہ وہی خوبیاں ہیں جو کبھی رقت اور آنسو لاتی ہیں، کبھی شوق سے مسجد کی طرف لاتی ہیں اور کبھی سجدہ کراتی ہیں، کبھی سخاوت، صدقہ وخیرات کراتی ہیں اور کبھی نیکی کے اعمال کراتی ہیں۔ یہ تمام امور باطن میں احسنِ تقویم کی باقیات صالحات ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ نفس کے رذائل بھی انسان کی ساخت میں موجود ہیں۔ ارشاد فرمایا:

ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ. (التین، ۹۵: ۵)

’’پھر ہم نے اسے پست سے پست تر حالت میں لوٹا دیا۔‘‘

یعنی اُس کو ایسے گھٹیا ماحول میں لوٹا دیا۔ جس میں حرص، ہوس قتل وغارت گری، خون خرابہ، لوٹ مار، حسد، بغض،

https://www.minhaj.info/

عداوت، لالچ، الغرض سو طرح کی خرابیاں ہیں۔ اس دنیا میں جگہ جگہ خیر اور شر کا اختلاط ہے، ایسے میں بندے نے ان کے درمیان حدِ فاصل قائم کرنی ہے۔ جب تک بندہ تعلیم و تربیت نہ لے اور اُس کے باطنی شعور کی آنکھ نہ کھلے، اُس وقت تک اس حدِ فاصل کی سمجھ نہیں آتی۔ حدِ فاصل کا سمجھ میں نہ آنے کا سبب یہ ہے کہ دل پر زنگ ہے۔ جب زنگ کو اُتاریں گے تو کوئی جلوہ دکھائی دے گا، کسی تجلّی کی لذت نصیب ہوگی اور قربِ الٰہی کی کوئی طلب اور تڑپ جنم لے گی۔ اس طرح از خود شوق اس طرف بڑھے گا اور ہم اس امر کی ضرورت محسوس کرنے لگیں گے کہ تَن کی ضرورت کے لیے ہر جائز امور کروں مگر انہیں مَن کے اندر داخل نہ ہونے دوں۔ نفسانی خواہشات کے حصول کا شوق میرے ذہن اور میرے قلب کی راحت کو نہ بگاڑے اور مولیٰ کی طلب اور قربت کی آرزو میں حائل نہ ہو۔

اس حال میں بندے کو چاہیے کہ وہ دل کو صاف کرلے۔ اس کا تن اِس ماحول کی ضروریات میں اگرچہ رہے مگر من عرش کی سیر کرے۔ تن اور مَن میں ایک فاصلہ بہت ضروری ہے، یعنی جسم اپنی ضرورتوں کی وجہ سے مصروفِ دنیا رہے، فرائض ادا کرے مگر ضرورت، ضرورت تک رہے، وہ شہوت اور حرص نہ بنے۔ تن اپنے اِن فرائض کو ادا کرتا رہے اور مَن احوالِ محبت میں غرق اور اللہ کی طرف راغب رہے۔ اِس طرح جب دل سے زنگ اور آلائش صاف ہوجائے گی، تب انوارِ الٰہیہ کی تجلیات کے نور سے دل کا آئینہ روشن ہوجائے گا۔

جب بندے کے دل کے رخ سے زنگ صاف ہوجائے اور نور حاصل ہوجائے تو اب رزقِ حلال کھانے سے بھی نور ملے گا۔۔۔ زندگی میں صدق اور متابعت آجائے تو نیند کے وقت بھی نور ملے گا۔۔۔ اس کا آرام کرنا بھی عبادت بن جائے گا۔۔۔ کھانا پینا، چلنا پھرنا، لوگوں سے تعلقات اور ان کے حقوق ادا کرنا، یہ سب عبادت بن جائے گا یعنی راہ و رسمِ دنیا جو شریعت اور سنت کے مطابق ہیں، جب انھیں ادا کریں گے تو دیکھنے میں بندے کا عمل دنیا کا عمل ہوگا مگر اُس کے اندر بھی نور آجائے گا اور وہ بھی عبادت میں بدل جائے گا۔ جب یہ کیفیت ہوتی ہے تو بندہ بشری خصائل سے پاک ہوجاتا ہے۔ مولانا روم فرماتے ہیں:

فہم اگر دارید جان را رہ دھید
بعد از آں از شوق پا در رہ نھید

’’اگر تم سمجھ رکھتے ہو تو روح کو راستہ دو اور پھر اس کے بعد شوق کے ساتھ اس راستہ پر چلو‘‘۔

یعنی اے بندے! اگر تو سمجھ رکھتا ہے تو روح کو راستہ دے مگر افسوس کہ تو نفسانی چیزوں میں گرفتار ہے، اِس گرفتاری کی وجہ سے روح بھی پابہ زنجیر ہے۔ روح عالمِ ملکوت کا پرندہ ہے مگر تیری اِن خواہشات میں قید ہوکر اس کی پرواز ختم ہوگئی ہے۔ اپنی روح کو ترقی اور پرواز کا راستہ دے، پھر شوق سے روحانی ترقی کی راہ پہ روانہ ہو۔ اب یہ تجھے محبوبِ حقیقی کی بارگاہ تک پہنچائے گی۔

طہارت القلوب کے مراحل

قلب کو طہارت سے آراستہ کرنے اور اسے زنگ سے پاک کرنے کے لیے درج ذیل مراحل سے گزرنا پڑتا ہے:

۱۔ پہلا مرحلہ۔ تزکیہ: قلب کا زنگار سے صاف اور پاک ہونا۔
۲۔ دوسرا مرحلہ۔ تصفیہ: قلب کا غیر کے غبار سے پاک ہونا۔
۳۔ تیسرا مرحلہ۔ تخلیہ: دل کا اللہ کی خلوت گاہ بن جانا۔
۴۔ چوتھا مرحلہ۔ تجلیہ: اللہ رب العزت کی بارگاہ سے قلب پر عالمِ غیب سے تجلیات کا وارد ہونا۔
۵۔ پانچواں مرحلہ۔ تحلیہ: بندے کو اللہ کے اخلاق کا زیور پہنایا جانا۔

ذیل میں ان مراحل کی تفصیل بیان کی جاتی ہے:

۱۔ تزکیۂ نفس

روحانی سفر تزکیۂ نفس سے شروع ہوتا ہے۔ انسان کے نفس میں حیوانی، شیطانی اور روحانی خصلتیں موجود ہیں۔ شیطانی اور حیوانی خصلتیں اس وقت تک غالب رہتی ہیں، جب تک ریاضت اور تزکیہ نہ کیا جائے۔ قلب کے زنگ کو صاف کرنے کے لیے اگر محنت نہ کی جائے تو شیطانی، نفسانی اور حیوانی خصلتیں غالب رہتی ہیں۔

جانوروں کی زندگی کا مطالعہ کریں تو ہم دیکھتے ہیں کہ انھیں بھوک لگتی ہے، غصہ آتا ہے، ایک جانور دوسرے جانور کے ساتھ ٹکراتا ہے، انہیں عموماً بھوک کی حرص اور شہوت ہوتی ہے۔ جس جانور کو بھی دیکھیں، ان میں یہ امور مشترک ہیں۔ جانوروں کی اس فطرت کو سامنے رکھ کر انسانی اور بشری زندگی پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ اُن شہوتوں اور خصلتوں کی اصل ہمارے اندر بھی موجود ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ہمیں اللہ نے عقل و شعور سے نوازا ہے جبکہ جانوروں کے پاس شعور نہیں۔ جانور گلی کوچے میں بے ہودگی کرے گا جبکہ انسان کو پتہ ہے، اس لیے وہ چھپ کر یہ امور سرانجام دے گا۔ انسان عقل و شعور سے کام لیتا ہے جبکہ یہ عقل و شعور حیوان کے پاس نہیں مگر اُن ساری خصلتوں کی اصل جو حیوانات میں ہے، انسانوں میں بھی ہے۔

یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ انسان میں شعور کی وجہ سے چالاکی اور عیاری مزید بڑھ جاتی ہے۔ علاوہ ازیں گمراہ کرنے والی شیطانی خصلتیں اور عقل و شعور کی بُرائیاں بھی ہیں، ان کی وجہ سے بھی خرابیوں کی صلاحیت بڑھتی چلی جاتی ہے اور روحانی و نورانی خصلتیں انسان کے نفس تلے دبی رہتی ہیں۔ اِسی وجہ سے قتل وغارت گری، نفرت، فتنہ فساد، برادریوں میں جھگڑے، قطع رحمی، خون خرابہ اور آپس میں ہزار معاملات ہوتے ہیں، گویا یہی رذائل اور ذمائم مختلف شکلوں میں بروئے کار آتے ہیں۔ اصل میں ہمیں تزکیہ، ریاضت اور مجاہدہ کے ذریعے ان ذمائم سے اپنے نفس کو پاک کرنا ہے۔

تصوف و سلوک میں ایک ایک خلق کو بدلنے کی ریاضت ہے لیکن اگر طریقِ عشق نصیب ہو جائے تو بہت سی بڑی چیزیں اکٹھی ختم ہو جاتی ہیں اور خیر جلد نصیب ہوتی ہے۔ نفس کی طہارت کو تزکیہ کہتے ہیں اور دل کے آئینے سے زنگ کے اُتارنے کی ابتداء اسی تزکیہ سے ہوتی ہے۔

محض اعمالِ صالحہ سے حجابات نہیں اُٹھتے

یہ امر پیش نظر رہے کہ محض رسمی عبادات سے حجابات دور نہیں ہوتے۔ حجابات تو دور کی بات ہے، ان عبادات سے ایک بھی حجابِ غفلت دور نہیں ہوتا۔ حجابات کو رفع کرنے کے لیے دین کی دعوت و تبلیغ ہو یا کوئی اور نیک عمل اور عبادات، ان میں محنت کے ساتھ ساتھ ریاضت بھی درکار ہے۔ بلاشبہ اِن سارے امور کا ثواب اور اجر ملے گا، کوئی چیز اللہ کے ہاں ضائع نہیں جاتی، لیکن اگر ہم چاہیں کہ خالی ثواب نہ ملے بلکہ حجابات بھی اُٹھیں، زنگ دور ہوں، نور و تجلیات اور کیفیات نصیب ہوں اور کیفیت؛ حال میں بدلے اور حال؛ مقام میں بدلے، روح کو آزادی ملے، قربتِ الہیہ اور روحانی ترقی نصیب ہو جائے تو اس کے لئے مجاہدہ بھی درکار ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ ہم حلقۂ ایمان اور اسلام میں داخل ہو گئے یا کسی دینی و روحانی جماعت اور تحریک سے وابستہ ہو گئے تو اب اس کے سبب از خود سارا کچھ مل جائے گا۔ یہ بات اُصولاً غلط ہے۔ مسلمان ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ ساری خیرات خود بخود مل جائے گی، ایسا نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو ہمیں دنیا میں ایک بھی کلمہ گو دوسرے کلمہ گو کو قتل کرتا اور لڑائی جھگڑا کرتا نظر نہ آتا۔۔۔ آج مظلوم بھی کلمہ پڑھ رہا ہے اور چور، ڈاکو بھی کلمہ اور نماز پڑھتا نظر آتا ہے۔۔۔ جس کا گھر لٹ گیا وہ بھی حضور ﷺ کا امتی ہے اور ظالم بھی امتی ہے۔ آقا ﷺ سے بڑی نسبت کائنات میں کسی کی نہیں لیکن اگر ہم یہ سمجھیں کہ یہ نسبت ہمارا حال از خود بدل دے گی تو یہ غلط سوچ ہے۔ ہمارے ہاں یہ کلچر عام ہے کہ کوئی کہتا ہے کہ ”میں فلاں پیر صاحب کا مرید ہو گیا، بس یہی کافی ہے، فلاں کو شیخ مان کر اُس سے راہنمائی کا فیصلہ کر لیا اور اس کی بیعت کر لی، اُس کی صحبت اور سنگت اختیار کر لی، تحریک کی رفاقت اختیار کر لی، بس اس کے سبب نجات یقینی ہے۔“ یاد رکھیں کہ اِس طرح ارادہ کر لینے یا رفاقت لینے سے خالی نسبت کی برکت تو ملتی ہے، مگر آئینۂ قلب کا زنگ نہیں اترتا۔ اس کے لیے تزکیہ نفس درکار ہوتا ہے۔ باطن میں تجلیات کا ورود فقط ارادت سے نہیں بلکہ ریاضت کے ساتھ ہوتا ہے۔ جب ارادت، صحبت اور ریاضت، تینوں چیزوں کو جوڑا جاتا ہے، تب اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

جس طرح دنیاوی تعلیم کے مراحل اور نصاب پڑھے بغیر اگلی جماعت میں ترقی ممکن نہیں ہوتی۔ طالب علم چاہے کہ وہ

بزنس ایڈمنسٹریشن، فنانس، کمپیوٹر سائنسز، بیالوجی، کیمسٹری، فزکس میں اعلیٰ تعلیم کا حامل ہو جائے اور اس کے لیے تسبیح اور وظیفہ کرنا شروع کر دے تو کیا اسے ڈگری مل جائے گی؟ نہیں، بلکہ اس کے لیے اسے اس ڈگری کے سارے تقاضے پورے کرنا ہوں گے۔ الغرض ہر فن اور ہنر سیکھنے کے لیے عملاً اُس کے اندر محنت اور ریاضت کرنی پڑتی ہے۔ اسی طرح ریاضت و مجاہدہ کے بغیر بندہ عاشق اور عارف نہیں بن سکتا۔ اس کے لیے دل کا زنگ اُتارنا پڑے گا اور اپنے نفس کے خلاف لڑنا پڑے گا۔ نفس گھوڑے کی مانند ہے، گھوڑا بے لگام ہو جائے تو وہ سوار کو نیچے گرا دیتا ہے۔ اسی طرح اگر نفس بے لگام ہو جائے تو ایمان خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ اُس کو لگام ڈال کر رکھنا ہو گا تاکہ اُس کی سواری کر سکیں۔ پس ہمیں اپنے نفس کو قابو کرنا ہے اور روح کو آزاد کرنا ہے اور یہ آزادی قلب کے زنگ کو اُتار کر اور بُری خصلتوں سے نجات پا کر ہی ممکن ہے۔

۲۔ تصفیۂ قلب

طہارت القلوب کا دوسرا مرحلہ تصفیۂ قلب ہے۔ بُری خصلتیں، شہوتیں، کبر، تکبر، رعونت، حرص، لالچ اور عداوت کو دور کرنا تصفیۂ قلب ہے۔ ہم عبادتیں کرتے ہیں مگر کسی کے ساتھ اگر نفرت پیدا ہو جائے تو پوری عمر اُس نفرت کو دل میں لیے پھرتے ہیں۔ جس دل میں نفرت رہے گی، اُس میں محبت کیسے آئے گی۔۔۔؟ جس دل میں بخل ہو گا، اُس میں سخاوت کیسے آئے گی۔۔۔؟ جس دل میں ظلمت ہو گی، وہاں نور کیسے آئے گا۔۔۔؟ جس دل میں تکبر ہو گا، وہاں انکساری اور تواضع کیسے آئے گی۔۔۔؟ پس چغلی کرنا، شکایت کرنا، جھوٹ بولنا، دل آزاری کرنا، یہ چھوٹی چھوٹی ایسی خرابیاں ہیں جنہیں ہم گناہ تصور ہی نہیں کرتے۔ جس طرح بیماریوں کے جراثیم ایک بیمار سے صحت مند کو لگ سکتے ہیں، اسی طرح روحانی بیماریوں کے جراثیم بھی بری صحبت و مجلس کے باعث منتقل ہو سکتے ہیں۔

قلب پر ماحول اور صحبت کے اثرات

جس ماحول میں ہم رہتے ہیں اِس ماحول میں روحانی اور نفسانی جراثیم بھی ہیں۔ پس جس طرح کے روحانی بیماری والے کی صحبت میں بیٹھیں گے، اس بیماری کے اثرات ہم تک بھی پہنچیں گے۔ جس طرح کے بندے سے دوستی رکھیں گے، محسوس و غیر محسوس انداز میں اس کی دوستی کا رنگ ہم پر ضرور چڑھے گا۔ اگر ایک گندا سیب اچھے سیبوں سے بھری ٹوکری میں رکھ دیں، تو وہ خراب اور گلا سڑا ہوا سیب باقی سیبوں کو بھی خراب کر دے گا۔ ایسا نہیں ہوتا کہ تمام صحیح اور فریش سیب مل کر اُس ایک خراب سیب کو صحیح کر دیں، بلکہ ایک خراب سیب صحیح سیبوں کو بھی خراب کر دیتا ہے۔

یہ بری صحبت کے اثرات کی مثال ہے کہ بُری صحبت سب کو خراب کر دیتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ برائی میں بڑی طاقت ہوتی ہے۔ جس طرح ایک گھر میں دس بندے رہتے ہیں، اگر ان میں سے ایک کو نزلہ اور کھانسی ہو گئی، باقی بالکل ٹھیک تھے، تو نو ٹھیک افراد مل کر اپنی صحت کے اثر سے اُس ایک بیمار کو ٹھیک نہیں کر دیتے بلکہ گھر میں وہ ایک بندہ جسے نزلہ اور کھانسی ہوئی، وہ اپنے سب بہن بھائیوں اور گھر کے بقیہ افراد کو کو بھی نزلہ اور کھانسی لگا دیتا ہے۔ بعض امراض متعدی ہوتے ہیں، وہ ایک دوسرے سے آگے منتقل ہوتے ہیں جبکہ صحت متعدی نہیں ہوتی اور اپنا اثر آگے منتقل نہیں کرتی۔ اسی لیے اولیاء و صلحاء فرماتے ہیں کہ اگر اپنے آپ کو بچانا ہے تو بُری صحبت سے بچو۔ جسمانی یا روحانی مریض کی صحبت میں بیٹھو گے تو مریض ہو جاؤ گے۔ مریض سے مرض کے لگنے کے لیے کوئی محنت نہیں چاہیے۔ صحت مند کی صحت؛ جسمانی یا روحانی مریض کو شفایاب نہیں کرتی بلکہ اس مرض کو ختم کرنے کے لیے دوائی لینی پڑتی ہے اور جسمانی یا روحانی مکمل علاج کرنا پڑتا ہے۔

ہمارے اندر نیکی، تقویٰ اور پرہیز گاری میں اِتنی کشش اور توانائی نہیں کہ دوسرے کے بُرے حال کو بدل سکے۔ ہم تو مشکل سے اپنا گزارا کر رہے ہیں۔ کبھی نماز پڑھ لی تو کبھی چھوٹ گئی۔۔۔

کبھی نیکی کر لی تو کبھی گناہ کر لیا۔۔۔، کبھی آنکھ بہک گئی تو کبھی بھلائی کر لی۔۔۔ نیک مجلس میں آئے تو رونے لگ گئے اور بُرے ماحول میں گئے تو پھسل گئے۔ ہم تو ہر وقت پھسلن کا شکار رہتے ہیں اور بہک جانے کا ڈر رہتا ہے۔ ہم مشکل سے اپنا گزارا کر رہے ہیں تو جن کا اپنا گزارا مشکل سے ہے، انھیں اگر بُری دوستی مل گئی تو وہ صحبت انھیں خراب کر دے گی اور ان کے اخلاق پر اس کے اثرات مرتب ہوں گے۔ برے شخص کے اندر کی خرابیاں، گناہ اور بری خواہشات ہمارا تقوی خراب کر دیں گی۔ ہم جس دوست کی مجلس میں گئے، اگر وہاں چوبیس گھنٹے شہوت وبدکاری، حرص و ہوس اور منافقت وریاکاری کی باتیں ہمارے کان میں پڑیں گی تو ایک ہی بات کو سنتے سنتے وہ بات بالآخر کانوں اور آنکھوں سے ہوتے ہوئے ہمارے دل تک جائے گی۔ بالآخر اس بری صحبت کے باعث ہمارے اخلاق، گفتگو، لباس اور چال چلن میں آہستہ آہستہ اُس کا رنگ چڑھے گا۔

یہ ایک بدیہی حقیقت ہے کہ ہوا میں ہر وقت گرد وغبار موجود ہوتا ہے لیکن وہ نظر نہیں آتا۔ اگر ہوا کی گرد آنکھوں کو نظر نہیں آتی تو ہمیں کردار اور اخلاق کی گرد کیسے نظر آئے گی۔۔۔؟ یہ آہستہ آہستہ اثرات مرتب کرتی ہے۔ ہمیں اپنے گھر میں ہوا میں موجود گرد نظر نہیں آتی لیکن اگر ایک دن گھر کی صفائی نہ کریں تو بیڈ، ٹیبل اور ہر چیز پر گرد موجود ہوتی ہے۔ وہ گرد جو ہم نے ان چیزوں پر پڑتے ہوئے کبھی دیکھی ہی نہیں، اس کا اُس وقت پتہ چلتا ہے جب ان اشیاء پر گرد کی اچھی خاصی تہہ جمع ہو جاتی ہے۔ اسی طرح معاشرے میں موجود بد اخلاقی کی گرد بھی ہمارے آئینہ قلب پر پڑتی رہتی ہے اور ہمارے سیرت و کردار کو داغدار کرتی رہتی ہے مگر ہمیں پتہ نہیں چلتا اور جب معلوم ہوتا ہے تو ہم کافی حد تک اس کے اثرات قبول کر چکے ہوتے ہیں۔

اگر ہم پورا سال اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ، دین و آخرت، تقوی و نیکی اور پرہیز گاری کی بات سنتے ہیں تو اس اچھی صحبت کا اثر ہمارے احوال کو سنوار دے گا اور اگر ہم ایسی صحبت میں بیٹھتے ہیں جہاں ہر روز دنیوی نفع و نقصان کی بات سنتے ہیں، ہر وقت فلموں کی باتیں سنتے ہیں یا پھر ان سے یوٹیوب، سیل فون یا الیکٹرانک اور سوشل میڈیا کی لغویات اور گناہوں کی باتیں سنتے ہیں اور کبھی کوئی نیکی کی بات نہیں سنتے تو ہمیں بد اخلاقی کی یہ گرد نظر نہیں آئے گی مگر وہ ہمارے قلب و باطن پر گرتی جائے گی۔ اب اگر اس گرد کو کوئی جھاڑنے والا ہوگا تو پتہ چلے گا کہ یہ گرد تھی، وگرنہ وہ نظر نہیں آتی۔

ہم نئے کپڑے پہنتے ہیں مگر احتیاط کے باوجود دو دنوں کے بعد میلے ہو جاتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کپڑے میلے کیسے ہو گئے؟ کیا ہمیں ان پر گرد پڑتی ہوئی نظر آئی کہ جس نے انھیں میلا کر دیا؟ جس طرح ہمارے جسم کا لباس میلا ہوتا ہے، اِس طرح من، روح اور دل کا لباس بھی میلا ہوتا ہے۔ اسے بھی گناہوں، دنیا کے حرص وہوس، تکبر رعونت، بد اخلاقیوں، بُرے خیالات، بُری خواہشات وبُری شہوات، بُری آرزو، بُری تمناؤں، بُری سوچوں، الغرض ہزاروں اقسام کے یہ گرد و غبار ہمارے من کو پراگندہ کرتے ہیں، ان سے ہمارا دماغ بھی پراگندہ ہوتا ہے، یکسوئی نہیں رہتی اور آئینہ قلب پر زنگ چڑھ جاتا ہے۔

آئینہ قلب کا زنگ صاف کرنے کے لیے اس قلب کو ہر اس غیر کے اثرات سے پاک کرنا ہوگا، جو ہمیں اللہ سے دور لے جانے والا ہے۔ اگر صحبت، رفاقت، سنگت، دوستی ہم نشینی، ہم مجلسی کی پہچان کرنی ہو تو اِس کی ایک سادہ پہچان یہ ہے کہ جس کو دوست بنائیں، جس کی مجلس میں بیٹھیں، جس سے تعلق اور سنگت پیدا کریں، جس کی رفاقت لیں تو اسے اس حوالے سے دیکھیں کہ اس کی صحبت وسنگت مجھے اللہ کے قریب لے گئی ہے یا دور لے گئی۔۔۔؟ یہ ایک سادہ سا پیمانہ ہے۔ اس دوست کے ساتھ ایک وقت گزاریں، پھر ہم اپنا آپ خود چیک کرلیں کہ ہمارے اندر دنیا کی محبت بڑھی ہے یا آخرت کی محبت بڑھی ہے۔۔۔؟ عبادت کی رغبت پیدا ہوئی ہے یا عبادت سے غفلت آئی ہے۔۔۔؟ دنیا کا حرص ولالچ آیا ہے یا دنیا سے بے نیازی آئی ہے۔۔۔؟ اخلاق اچھے ہوئے ہیں یا بگڑے ہیں۔۔۔؟

سنگت و صحبت کے اثرات ایک electrometer کی مانند ہے۔ electrometer کو دودھ میں ڈالیں تو وہ بتا دیتا ہے کہ خالص دودھ ہے یا اِس میں پانی ملا ہوا ہے؟ اسی طرح تھرما

میٹر کو منہ میں ڈالیں تو پتہ چلا جاتا ہے کہ بخار ہے یا نہیں؟ گاڑیوں اور کمروں میں لگے ہوئے آلات سے بھی گاڑی اور کمرے کے درجہ حرارت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اسی طرح ہماری روحانی حالت کو ماپنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ اپنے من میں جھانک کر ملاحظہ کریں کہ فلاں کی صحبت اور مجلس مجھے کدھر لے جارہی ہے۔۔۔؟ کس کے قریب کر رہی ہے اور کس سے دور کر رہی ہے۔۔۔؟ کس کی رغبت بڑھا رہی ہے اور کس کی رغبت گھٹا رہی ہے۔۔۔؟ اگر دل کہے کہ یہ صحبت مولیٰ کے قریب کر رہی ہے تو اُس کی سنگت، صحبت، دوستی، رفاقت کو اختیار کرلیں اور اگر ایمانداری سے محسوس کریں کہ اس صحبت اور تعلق کے سبب ہماری نیکی، عبادت اور رغبت میں کمی آرہی ہے اور دنیا کی طرف دل زیادہ راغب ہو گیا ہے تو سمجھیں کہ یہ سنگت اور دوستی زہر ہے۔

۳۔تخلیہ

طہارت القلوب کا تیسرا مرحلہ ''تخلیہ'' ہے۔ پہلے نفس کو زنگ سے صاف کریں، یہ تزکیۂ نفس ہے اور پھر دل کو ماسوی کے تعلق اور خیالات میں ڈوب جانے سے بھی پاک کریں یہ تصفیۂ قلب ہے۔ تزکیہ اور تصفیہ کے بعد تیسرا درجہ تخلیہ آتا ہے۔ جب نفس زنگار سے پاک ہو جائے اور دل غیر کے غبار سے پاک ہو جائے تو اب وہ دل اللہ کا خلوت کدہ بن جائے گا۔ جب قلب میں اللہ کا خیال رہنے لگے، اُس کی محبت دل میں بسنے لگے، اُس کے قرب کی اُمنگ اور تڑپ محسوس ہونے لگے اور ہر غیر کے خیال سے دل کا کمرہ خالی ہو جائے تو اِس عمل کو تخلیہ کہتے ہیں یعنی دل خالی ہو گیا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

ہر تمنا دل سے رخصت ہو گئی
اب تو آ جا اب تو خلوت ہو گئی

جب ہر غیر کی تمنا دل سے رخصت ہوتی ہے تب دل خلوت کدۂ محبوب بنتا ہے۔ جب غیر بیٹھے ہوں تو محبوب آکر نہیں ملتا۔ جھانکنا تو دور کی بات ہے، محبوب دوسروں کی موجودگی میں بات بھی نہیں کرتا۔ عرفا نے تخلیہ کی تعریف یوں کی ہے:

اختیار الخلوۃ القلبیۃ والاعراض عن کل ما یشغل عن الحق.

قلب کو خلوت کدہ بنا دینا اور ہر اُس چیز سے منہ پھیر لینا جو اللہ سے ہٹا دیتی ہے، اور اللہ سے شغل کو ختم کر کے کسی اور طرف مشغول کر دیتی ہے۔

۴۔تجلیہ

طہارت القلوب کا چوتھا مرحلہ ''تجلیہ'' ہے۔ اس سے مراد محبوب کا تکنا ہے کہ وہ اپنی معرفت کی تجلی القاء کرتا ہے۔ عالمِ غیب سے دل پر انوار کی تجلیات وارد ہوتی ہیں اور بندہ نور کو نازل ہوتے یوں محسوس کرتا ہے، جیسے اس کے دل پر انوارِ الٰہیہ کی بارش ہو رہی ہے۔ اسے اپنے دل کی آنکھ سے انوار کی بارش کی رم جھم نظر آتی ہے۔

۵۔تحلیہ

طہارت القلوب کا پانچواں مرحلہ ''تحلیہ'' ہے۔ جب قلب مومن پر تجلیات اُترنے لگیں تو تب اس کے بعد اگلا مرحلہ ''تحلیہ'' آتا ہے۔ تحلیہ کا مطلب اخلاق کے زیور سے آراستہ کرنا ہے۔ جس طرح دلہن کو سونے چاندی کے زیور پہنائے جاتے ہیں تو وہ دلہن بنتی ہے تو گویا اِس بندے کو بھی دلہن بنا دیا جاتا ہے اور اللہ اسے اپنے اخلاق کا زیور پہنا دیتا ہے۔ اس مرحلہ میں بندے پر اللہ کے اخلاق کا رنگ چڑھ جاتا ہے، اسے عبدیت کاملہ حاصل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ بندے کو اپنے اخلاق سے متصف کر دیتا ہے۔ جیسے وہ معاف کرنے والا ہے، یہ بندہ بھی معاف کرنے والا ہو جاتا ہے۔۔۔ جیسے وہ عطا کرتا ہے، یہ بندہ بھی عطا کرنے والا ہو جاتا ہے۔۔۔ جیسے وہ درگزر کرنے والا ہے، یہ بندہ بھی درگزر کرنے والا ہو جاتا ہے۔۔۔ جیسے وہ سخی، جواد اور کریم ہے، اس بندے کی طبیعت بھی جواد اور کریم بن جاتی ہے۔۔۔ جیسے وہ لیتا نہیں بلکہ دیتا ہے، یہ بندہ بھی لیتا نہیں بلکہ دیتا رہتا ہے۔۔۔ تحلیہ کے درجہ میں بندہ غصہ نہیں کرتا بلکہ ضبط کرتا ہے۔۔۔ اُس کے ہاں معافی اور سخاوت کے دریا بہتے ہیں۔۔۔ وہ ہر شخص کا خیر خواہ ہوتا ہے اور کسی کا بُرا نہیں چاہتا۔۔۔ وہ کسی سے نفرت نہیں کرتا بلکہ ہر ایک سے محبت کرتا ہے۔

(جاری ہے)

اعتکاف کی شرعی حیثیت اور فضائل و ثمرات

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کی رضا کیلئے ایک دن اعتکاف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے درمیان تین خندقوں کا فاصلہ کر دیتا ہے

دارالافتاء تحریک منہاج القرآن، زیر نگرانی: مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی

اعتکاف عربی زبان کا لفظ ہے جس کا لغوی معنی ’’خود کو روک لینا، بند کر لینا، کسی کی طرف اس قدر توجہ کرنا کہ چہرہ بھی اُس سے نہ ہٹے‘‘ کے ہیں۔

(ابن منظور، لسان العرب، ۹ : ۲۵۵)

جبکہ اصطلاحِ شرع میں اس سے مراد ہے انسان کا علائقِ دنیا سے کٹ کر خاص مدت کے لئے عبادت کی نیت سے مسجد میں اس لئے ٹھہرنا تاکہ خلوت گزیں ہو کر اللہ کے ساتھ اپنے تعلقِ بندگی کی تجدید کر سکے۔

اعتکاف بیٹھنے کی فضیلت کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’وہ (یعنی معتکف) گناہوں سے کنارہ کش ہو جاتا ہے اور اُسے عملاً نیک اعمال کرنیوالے کی مثل پوری پوری نیکیاں عطا کی جاتی ہیں۔‘‘(ابن ماجہ، السنن، کتاب الصیام، باب فی ثواب الاعتکاف، ۲: ۳۷۶، رقم: ۲۱۷۸)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ہی ایک اور حدیث مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنِ اعْتَكَفَ يَوْمًا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللهِ جَعَلَ اللهُ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ النَّارِ ثَلَاثَ خَنَادِقَ، كُلُّ خَنْدَقٍ أَبْعَدُ مِمَّا بَيْنَ الْخَافِقَيْنِ.

(طبرانی، المعجم الاوسط، ۷: ۲۲۱، رقم: ۷۳۲۶)

’’جو شخص اللہ کی رضا کے لئے ایک دن اعتکاف کرتا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے اور دوزخ کے درمیان تین خندقوں کا فاصلہ کر دیتا ہے۔ ہر خندق مشرق سے مغرب کے درمیانی فاصلے سے زیادہ لمبی ہے۔‘‘

اجتماعی اعتکاف کی شرعی حیثیت

نامورَ فقیہ علامہ ابن رشد لکھتے ہیں کہ اعتکاف میں اجتماعی نوعیت کے معاملات کے جواز اور عدمِ جواز میں اختلاف کی بنیادی وجہ اعتکاف کے معنی کی تعیین میں اختلاف ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

فمن فهم من الإعتكاف حبس النفس على الافعال المختصة بالمساجد، قال : لا يجوز للمعتكف إلا الصلة والقراءة، ومن فهم منه حبس النفس على القرب الاخروية كلها أجاز له غير ذلك. (ابن رشد، بدایۃ المجتہد، ۱:۳۱۲)

’’جس نے اعتکاف کا معنی مسجد میں مخصوص افعال پر اپنے نفس کو روک لینا سمجھا، اس نے معتکف کے لیے صرف نماز اور قراءتِ قرآن کو مشروع قرار دیا؛ اور جس نے اعتکاف سے مراد نفس کو دوسروں کے قرب سے بچائے رکھنا لیا، اس نے لوگوں سے میل جول کے علاوہ ان تمام امور کو مشروع قرار دیا۔‘‘

معتکف کے لئے نماز، تلاوتِ قرآن اور ذکر و اَذکار جیسی انفرادی عبادات تو متفقہ طور پر جائز ہیں اور ان میں کسی نوع کا اختلاف نہیں ہے۔ لیکن جمہور علماء کرام نے اجتماعی نوعیت کی عبادات کو بھی انفرادی عبادات کی طرح مشروع اور بعض صورتوں میں لازم قرار دیا ہے۔ ان اجتماعی عبادات میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر، سلام کا جواب دینا، اِفتاء و اِرشاد اور اس

https://www.minhaj.info/

طرح کے دیگر امور شامل ہیں۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ ان اُمور میں زیادہ وقت صرف نہ ہو۔

اعتکاف کے دوران درس و تدریس، علماء کا دینی امور میں مناظرہ و مباحثہ اور درسِ قرآن و حدیث وغیرہ کو فقہ حنفی اور فقہ شافعی میں معتکف کے لیے شرعاً جائز قرار دیا گیا ہے۔ حوالہ کے لئے ملاحظہ فرمائیں:

(ابن ھمام، فتح القدیر،۲:۳۹۶)،(شافعي، الام،۲:۱۰۵)، (نووی، المجموع،۶:۵۲۸)، (ماوردی، الإقناع،۱:۲۲۹)، (الفتاویٰ الھندیۃ،۱:۲۱۲)

دورانِ اعتکاف سرانجام دیئے جانے والے جائز اُمور

ذیل میں ہم اِس اَمر پر روشنی ڈالیں گے کہ وہ کون سے اِجتماعی اُمور ہیں جو اعتکاف میں سرانجام دیے جاسکتے ہیں:

۱۔ اگر معتکف قاضی ہو یا فیصلے کرنے کی اہلیت رکھتا ہو اور دورانِ اعتکاف اس کے سامنے کوئی ایسا معاملہ آجائے جس کی شہادت بھی موجود ہو تو اس پر لازم ہے کہ دورانِ اعتکاف ہی اس معاملے میں فیصلہ کردے۔ (شافعی،الام،۲: ۱۰۵)

۲۔ اِعتکاف میں حسبِ ضرورت خرید و فروخت اور لین دین بھی درست ہے، لیکن اِس میں شرط یہ ہے کہ معاملہ ایجاب و قبول کی حد تک ہو اور سامانِ تجارت مسجد سے باہر ہو۔ یہاں اِس اَمر کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ اَشیاء کی نقل و حرکت کا ممنوع ہونا مسجد کے تقدس کی وجہ سے ہے نہ کہ اعتکاف کی وجہ سے۔ امام شافعی فرماتے ہیں:

ولا بأس أن يشتری ويبيع ويخيط ويجالس العلماء ويتحدث بما أحب مالم يكن إثم. (شافعی،الام،۲:۱۰۵)

’’معتکف کے لئے خرید و فروخت، حسبِ ضرورت کپڑے سلائی کرلینے، علماء کی مجلس میں بیٹھنے اور ایسی گفتگو کرنے کہ جس میں گناہ کا کوئی پہلو نہ ہو، کوئی حرج نہیں۔‘‘

☆ لہٰذا جب معتکف کاروبار کرسکتا ہے، حسبِ ضرورت کپڑے سی سکتا ہے تو اس کے لیے حصولِ علم تو بدرجہ اَولیٰ بہتر ہوگا۔ اور حصول علم وہ کارِ خیر ہے جس میں شرکت کو حضور نبی اکرم ﷺ نے بھی ترجیح دی ہے۔

۳۔ اعتکاف کے ایک سال بعد آنے کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ اس میں انسان ان تمام امور سے بے نیاز ہو جائے جن کا تعلق دوسرے افراد سے ہو یا جن میں اشتغال فی الخلق کا شائبہ ہو؛ بلکہ حضور نبی اکرم ﷺ کی سیرت مبارکہ سے بھی ہمیں جو نقوش ملتے ہیں ان میں یہ امر بالکل واضح ہے کہ آپ ﷺ دورانِ اعتکاف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملتے، انہیں حسبِ ضرورت وعظ و نصیحت فرماتے اور گھر والوں سے ملاقات کرتے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں:

وَكَانَ يُخْرِجُ رَأْسَهٗ إِلَيَّ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ، أَغْسِلُهٗ وَأَنَا حَائِضٌ.

(بخاری، الصحیح، کتاب الحیض، باب مباشرۃ الحائض،۱:۱۱۵، الرقم:۲۹۵)

’’حضور نبی اکرم ﷺ حالتِ اعتکاف میں اپنا سر میری طرف نکال دیتے تو میں حالتِ حیض میں بھی آپ ﷺ کا سراقدس دھو دیتی۔‘‘

☆ علامہ خطابی اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فإن الاشتغال بالعلم وكتابته اهم من تسريح الشعر.

(زین الدین عراقی، طرح التثریب فی شرح التقریب،۴:۱۷۵)

’’بلا شبہ علم میں مصروفیت اور اس کی کتابت بالوں کے سنوارنے سے زیادہ اہم ہے۔‘‘

لہٰذا دورانِ اِعتکاف تعلیم و تعلم اور درس و تدریس جیسے اُمور بجالانا بہتر ہے تاکہ اِسلام کے اُس آفاقی حکم پر بھی عمل ہو جو آقا ﷺ کو پہلی وحی میں دیا گیا تھا اور جس کی بے پناہ تاکید قرآن حکیم اور احادیث مبارکہ میں وارد ہوئی ہے۔

۴۔ شادی بیاہ ایسے اُمور ہیں جو معاشرے اور معاشرت کی بنیاد اور اجتماعیت کی اساس ہیں۔ معتکف اگرچہ ان تمام امور سے خلاصی پا کر مسجد میں گوشہ نشین ہوتا ہے لیکن ائمہ کرام نے دورانِ اعتکاف معتکف کے مسجد میں نکاح کرنے، محفل نکاح میں شامل ہونے، کسی کو اس کی دعوت دینے، نکاح وغیرہ پر مبارک باد دینے، تعزیت کرنے اور لوگوں کے درمیان صلح صفائی جیسے امور کو بھی مباح قرار دیا ہے۔ جمہور اہل علم کا یہی موقف ہے۔

ولا بأس للمعتكف أن يبيع ويشتري ويتزوج ويراجع ويلبس ويتطيب ويدهن ويأكل ويشرب بعد غروب الشمس إلى طلوع الفجرويتحدث مابدا له بعد أن لايكون مأثما وينام في المسجد. (کاساني، بدائع الصنائع، ۲: ۱۱۷)

''معتکف کے لیے غروبِ آفتاب سے طلوعِ فجر تک خرید و فروخت، نکاح، (اَسباق کی) مراجعت کرنے، لباس وغیرہ بدلنے، خوشبو اور تیل لگانے، کھانے پینے اور ایسی گفتگو کرنے کہ جس میں کوئی گناہ کی بات شامل نہ ہو، میں کوئی حرج نہیں۔''

۵۔ اعتکاف کے دوران میں دیگر امور کی طرح ضروری حالت میں مریض کی عیادت کرنا بھی آقا ﷺ کی سیرتِ طیبہ سے ثابت ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَمُرُّ بِالْمَرِيضِ وَهوَ مُعْتَكِفٌ، فَيَمُرُّ كَما هوَ وَلَا يُعَرِّجُ يَسْأَلُ عَنْه.

(ابو داود، السنن، کتاب الصوم، باب المعتکف یعود المریض، ۲:۳۳۳، رقم: ۲۴۷۲)

''حضور ﷺ کسی مریض کے پاس سے اعتکاف کی حالت میں گزرتے تو بغیر ٹھہرے گزرتے گزرتے اس کا حال دریافت فرما لیتے۔''

عصرِ حاضر اور مقاصدِ اعتکاف

اس میں شک نہیں کے اعتکاف کا مقصد نفس کی اصلاح، برائیوں سے اجتناب اور خلوت کا حصول ہے۔ مگر یہ بھی ایک قابلِ لحاظ امر ہے کہ کوئی بھی عمل جب تک کسی مستحکم بنیاد پر قائم نہ ہو، ثمر آور اور دیرپا نہیں ہو سکتا۔ اور علم ہی کسی عمل کو مستحکم بنیاد فراہم کر سکتا ہے۔ اسی مقصد کے حصول کے لئے دوران اعتکاف تعلیم و تعلم کو ایک اجتماعی عمل ہونے کے باوجود تمام ائمہ فقہ نے جائز قرار دیا ہے کیونکہ بغیر علم کے ریاضت و مجاہدہ کسی منزل تک نہیں پہنچا سکتا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فَقِيهٌ وَاحِدٌ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ.

(ابوداود، السنن، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، ۱:۸۱، رقم: ۲۲۲)

''ایک فقیہ شیطان پر ایک ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔''

دور حاضر میں ہمیں اِسلام وراثت میں ملا ہے، ہم نے اس کے لئے کوئی کاوِش اور محنت نہیں کی، والدین مسلمان تھے تو ہم بھی مسلمان کہلائے۔ لیکن اصل صورتِ حال یہ ہے کہ ہمارے عوام کی ایک قابلِ ذکر تعداد کو کلمہ تک یاد نہیں، اور اگر کلمہ آتا ہے تو اس کے معنی کا علم نہیں، اور اگر بالفرض معنی معلوم ہے تو اس کے تقاضوں کا علم نہیں۔

قرآن کریم کی تلاوت کو افضل العبادات قرار دیا گیا ہے اور تلاوت قرآن اعتکاف کے بنیادی معمولات میں سے ہے، لیکن ہمارے عوام کی ایک قابلِ ذکر تعداد صحتِ لفظی کے ساتھ قرآن نہیں پڑھ سکتی۔ ان حالات میں انفرادی عبادات پر حد سے زیادہ زور دینا اور گنے چنے چند وظائف کرنے میں دس دن گزار دینا اعتکاف کا منشاء ہے اور نہ اس سے اعتکاف کا مقصد حاصل ہوتا ہے۔

ہماری اجتماعی صورتِ اَحوال اور دور حاضر کے تقاضوں کے پیش نظر اعتکاف میں فرد کی تربیت اور اصلاحِ معاشرہ سے تعلق رکھنے والی اجتماعی اُمور مجرد وظائف اور تسبیحات سے زیادہ اہم اور ضروری ہو چکے ہیں۔ ویسے بھی جب معاشرہ کلیتاً برائی اور بے راہ روی کا شکار ہو تو اس صورت میں اَحکام بدل جاتے ہیں۔

دعوت و تبلیغ کا یہ فریضہ اُسی وقت ممکن ہو سکتا ہے جب انسان انفرادی ذکر و اَذکار کو ہی کل نہ سمجھے بلکہ دعوت و تبلیغ اور اصلاحِ اَحوالِ اُمت کے نبوی فریضہ کو بھی عبادت جانتے ہوئے اپنے معمولات میں سے اسے خصوصی وقت دے۔ اس لئے تعلیم و تعلم، قرآن سیکھنے سکھانے اور اصلاح نفس جیسے دیگر امور جن کا تعلق دیگر افراد سے ہو، اعتکاف میں جائز اور مستحسن ہیں؛ اور یہی راجح قول ہے۔

اِعتکاف میں طویل خاموشی اختیار کرنا؟

خاموشی حکمت کا پیش خیمہ اور زبان کی حفاظت کا سب سے قوی اور آزمودہ ہتھیار ہے اور قرآن و حدیث میں اس کے بے شمار فضائل بیان ہوئے ہیں مگر خاموشی کو اس طرح افضل جاننا کہ واجب کلام بھی ترک کر دیا جائے، حرام کے دائرے میں چلا جاتا ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے خاموشی سے بہتر ہونے پر آقا ﷺ کی یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ جس میں ایک عورت نے

https://www.minhaj.info/

آپ ﷺ سے عرض کیا کہ میں جمعہ کا روزہ رکھوں اور اس دن کسی بھی کلام نہ کروں؟ آپ ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا:

لا تصم يوم الجمعة إلا في أيام هو أحدها أو في شهر، وأما أن لا تكلم أحداً فلعمري! لأن تكلم بمعروف وتنهى عن منكر خير من أن تسكت. (احمد بن حنبل، المسند،۵: ۲۲۴، رقم:۲۲۰۰۴)

''صرف جمعہ کا روزہ نہ رکھو بلکہ اس طرح ایام کا انتخاب کرو کہ جمعہ کا دن ان میں آجائے یا پھر یہ کہ مہینے کے روزے ہوں تو جمعہ بھی ان میں آجائے۔ جہاں تک کلام نہ کرنے کی بات ہے تو مجھے میری عمر کی قسم! نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا تمہارے خاموش رہنے سے زیادہ بہتر ہے۔''

۲۔ تحریک منہاج القرآن کے زیرِاہتمام منعقدہ اعتکاف

تحریک منہاج القرآن اُمت مسلمہ کی ایک ایسی تجدیدی و احیائی تحریک ہے کہ جس نے آنے والے مسائل کا قبل از وقت اِدراک کرکے اُمت مسلمہ کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔ اِس کی بانی قیادت شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اُمت کو روایتی اُصولوں سے ہٹ پر ایک نئی سوچ و فکر اور بیدار مغز دیا ہے۔ تحریک منہاج القرآن کا ایک امتیازی وصف یہ بھی ہے کہ اس نے فرد کے درِ قلب پر دستک دی ہے اور حضور نبی اکرم ﷺ کے چہار گانہ فرائض نبوت؛ تلاوتِ قرآن، تزکیہ نفوس، تعلیم کتاب وحکمت کی پیروی کرتے ہوئے ہر محاذ پر جد و جہد کی ہے۔ تحریک منہاج القرآن نے روحوں کا زنگ اتار کر دلوں کا میل بھی دھو دیا ہے۔ اِسی مقصد کے لئے جامع المنہاج میں تحریک منہاج القرآن کے زیر اہتمام اجتماعی اعتکاف کا غیر روایتی تصور بھی ہے۔

تحریک منہاج القرآن کے زیر اہتمام اب تک 29 اجتماعی اعتکاف منعقد ہو چکے ہیں اور الحمدللہ تعالیٰ امسال 30واں سالانہ اجتماعی اعتکاف منعقد ہو رہا ہے۔ اس اجتماعی اعتکاف میں ہزاروں فرزندانِ اِسلام معتکف ہوتے ہیں۔ اِس اعتکاف میں مرد وزَن ہر دو ذوق و شوق سے شریک ہو کر اپنی باطنی طہارت اور علمی حلاوت کا سامان کرتے ہیں۔ خواتین کے لیے منہاج کالج برائے خواتین میں اجتماعی اعتکاف کا الگ انتظام کیا جاتا ہے۔

اِس شہرِ اعتکاف میں حلقہ ہائے ذکر و درود بھی منعقد ہوتے ہیں؛ درسِ فقہ کی نشستیں بھی ہوتی ہیں اور دروسِ قرآن وحدیث بھی ہوتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر مجددِ رواں صدی شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے علمی و فکری اور روحانی موضوعات پر مشتمل خطبات و دروس حاضرین و سامعین کی ذہنی و باطنی جلا کا سامان فراہم کرتے ہیں اور ان کے تزکیہ قلوب و نفوس کی راہ ہموار کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ بات بلامبالغہ کہی جاسکتی کہ تحریک منہاج القرآن ایک تجدیدی تحریک ہونے کے ناطے عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق اعتکاف کا صحیح تصور عوام کے سامنے پیش کر رہی ہے۔

اجتماعی اعتکاف کے فضائل و ثمرات

انفرادی کے بجائے اجتماعی اعتکاف کے ذریعے ہم درج ذیل فضائل اور ثمرات کو سمیٹ سکتے ہیں ہیں:

۱۔ اجتماعی اعتکاف میں باقاعدہ نظام الاوقات کے تحت نماز پنجگانہ، تہجد، چاشت، اوّابین، اوراد و وظائف، حمد و نعت خوانی، دروس ہائے قرآن و حدیث، حلقہ ہائے فقہ و تصوف، تربیتی لیکچرز، حلقہ ہائے فقہ و تصوف، خوفِ خدا، فکرِ آخرت، اللہ اور رسول ﷺ کی محبت کی شمع دلوں میں فروزاں کرنا، جدید ترین علمی و روحانی پیچیدگیوں کا قرآن و سنت اور عقل سلیم کی روشنی میں تسلی بخش حل بتایا جاتا ہے۔ انفرادی اعتکاف میں اِن تمام فوائد کا حصول ممکن نہیں ہوتا۔

۲۔ علماء، اولیاء، صوفیاء اور ائمہ دین کی سنگت و زیارت، ان سے مسلسل فیوض و برکات کا حصول، قرآن و سنت اور فقہ (قانون) کی بیش بہا معلومات اجتماعی اعتکاف کی منفرد خصوصیات میں سے ہیں۔

۳۔ اجتماعی اعتکاف میں اوراد و اذکار، درود و سلام، گریہ وزاری، توبہ و استغفار اور عبادت کی زبانی ہی نہیں بلکہ عملی مشق کروائی جاتی ہے۔

۴۔ اجتماعی اعتکاف میں چند دن کے فیوض و برکات کی رحمت و برکت، تعلیم و تربیت اور ذوق و شوق کے وہ نقوش قلب و ذہن پر منقش ہو جاتے ہیں جن سے قلب و ذہن کے آئینے ہمیشہ چمکتے دمکتے رہیں گے۔ تنہا اعتکاف میں یہ سب کچھ کہاں میسر ہوتا ہے۔

❁❁❁❁❁

رزق میں برکت کے ذرائع

ناشکری سے دشمنی اور حسد کے جذبات پیدا ہوتے ہیں

رزق عطا اور تقسیم کرنے والی ذات اللہ رب العزت کی ہے

پروفیسر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا. اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

(النحل،١٦: ١٨)

”اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو انہیں پورا شمار نہ کر سکو گے، بے شک اللہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے ہمیں زندگی میں لاتعداد نعمتوں سے نواز رکھا ہے۔ اگر دل میں حقیقی معنٰی میں ان نعمتوں کا احساس اور قدر ہو اور دل میں ناشکری کے جذبات نہ ہوں تو انسان بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر کتنا کرم اور انعام فرمایا ہے۔ عین ممکن ہے کہ ہم ان نعمتوں کو کم شمار کریں لیکن جب ہم اپنی زندگی کا ایک طویل عرصہ گزار لیتے ہیں اور پھر گزرے ہوئے زمانوں میں اپنے اوپر ہونے والے اللہ رب العزت کے انعام و اکرام اور احسان کا بغور جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں اندازہ ہو جاتا ہے کہ ہمارے رب نے ہمیں کس قدر لا محدود نعمتوں سے نواز رکھا ہے۔

اللہ رب العزت کی عطا کردہ بے شمار نعمتوں میں سے ایک نعمت رزق ہے۔ اگر رزق کے لغوی معنی کا جائزہ لیا جائے تو اس سے مراد عطا ہے۔ گویا اللہ رب العزت کی عطا خواہ وہ کسی بھی صورت میں ہو، رزق کہلاتی ہے۔ یہ عطا دنیوی بھی ہو سکتی اور اخروی اور روحانی بھی ہو سکتی ہے۔ اس معنی کی رو سے معیشت، مال و دولت کی فراوانی، آسائش، اولاد، علمِ نافع، اخلاقِ حسنہ اور عملِ صالح؛ رزق کی مختلف صورتیں ہیں۔

صوفیاء کرام کا نظریہ بھی یہی ہے کہ اللہ رب العزت ان پر انوار و تجلیات کی جو بارش کرتا ہے اور علم و عرفان کی صورت میں نعمت عطا کرتا ہے، وہ بھی رزق ہے۔ اسے وہ عالمِ بالا، عالمِ روحانی اور عالمِ نورانی کا رزق کہتے ہیں۔ اب یہ اپنی اپنی پسند ہے کہ کون کس رزق کی طلب میں مارا مارا پھرتا ہے۔ کوئی دنیا کے رزق کی طلب میں اپنی جان کو ہلکان کرتا ہے اور کوئی اخروی رزق کی خاطر ساری زندگی ریاضت و مجاہدہ میں گزارتا ہے۔

اللہ رب العزت نے رزق عطا کرنے کے حوالے سے اپنی شان بیان کرتے ہوئے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ۔ (الذاریات،٥١: ٥٨)

”بے شک اللہ ہی ہر ایک کا روزی رساں ہے، بڑی قوت والا ہے، زبردست مضبوط ہے۔ (اسے کسی کی مدد و تعاون کی حاجت نہیں)۔“

گویا ہر طرح کی نعمت اور رزق چاہے وہ ظاہری ہو یا باطنی، دنیوی ہو یا روحانی، اسے عطا کرنے اور لوگوں کے درمیان تقسیم کرنے والی ذات اللہ رب العزت ہی کی ہے۔

قارئین گرامی قدر! ہم روزمرہ زندگی میں دنیوی رزق اور اسباب میں تنگدستی اور فراخی کے مختلف مظاہر دیکھتے رہتے ہیں کہ کسی پر تنگدستی کے حالات کا غلبہ ہے اور کسی کو خوشحالی اور فراخی نصیب ہے۔ اسی طرح کسی کی تنگدستی کو فراخی میں اور کسی کی حالتِ فراخی کو تنگدستی میں ڈھلتے ہوئے بھی ہم دیکھتے ہیں۔

انسان ان مراحل میں پریشان ہو جاتا ہے۔ نتیجتاً اُس کے دل میں ناشکری کے جذبات جنم لینے لگتے ہیں، اس کے دل میں بے صبری کی کیفیات اجاگر ہونے لگتی ہیں اور وہ بے چین ہو جاتا ہے۔

رزق کے حوالے سے ناشکری، پریشانی اور بے صبری اس کے اندر دوسروں سے حسد اور دشمنی کے جذبات پیدا کر دیتی ہے۔ وہ کبھی کسی کو بد عادیتا ہے اور کبھی کسی کی خوشی سے حسد کرتا ہے۔ یہ سب کچھ اس ناخوشی، بے صبری اور ناشکری کے جذبات کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے جبکہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے کہ یہ سب کچھ تقسیم کرنے والا تو میں ہوں۔ یعنی تقسیم میں نے کی ہے اور تم دشمنی دوسرے انسان سے کرتے ہو۔ اس تقسیم کا معیار تو میں نے مقرر کیا ہے تو پھر کسی دوسرے سے حسد کیوں کرتے ہو؟ دوسرے کے لیے اپنا دل تنگ کرنے کے بجائے اپنے دل کو کشادہ رکھو، دوسروں کو بھی میں نے عطا کیا ہے تو تمہیں بھی عطا کروں گا مگر اپنے اندر وہ عادات اور اخلاق پیدا کرو جن عادات کے صلے میں دوسروں کو میں نے عطا کیا ہے۔

یہ وہ اہم نکتہ ہے جس پر ہم توجہ نہیں دیتے۔ کسی کی ترقی یا کسی پر انعام واکرام کی بارش ظاہراً تو دیکھتے ہیں مگر اس انعام کے پیچھے اس کی کون سی عادات، اخلاق اور دلی کیفیات کار فرما ہیں، اس کی کون سی ادائیں اللہ رب العزت کو پسند آئی ہیں کہ جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے اسے انعام واکرام سے نوازا ہے، ہم اس کے پیچھے کار فرما ان امور کو نہیں دیکھتے۔ ہمارا رویہ تو یہ ہے کہ نہ صرف تنگدستی کے سبب پریشان ہو جاتے ہیں بلکہ اوروں پر ہونے والی عطاؤں پر بھی مغموم ہو جاتے ہیں۔

دنیوی واخروی نعمتوں کے حصول کے اصول وضوابط

اللہ رب العزت کی بارگاہ سے رزق اور دنیوی واخروی نعمتوں کے حصول کے کچھ اصول وضوابط ہیں۔ آیئے! ان امور کا تذکرہ کرتے ہیں کہ اگر انھیں اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں دنیوی محنت کے ساتھ اپنا لیا جائے تو اللہ رب العزت اس دنیا میں ہمیں آسانی مرحمت فرمائے گا اور مشکلات سے خلاصی اور نجات عطا فرمائے گا۔ ان میں سے کئی امور ایسے ہیں کہ جن کی طرف ہم توجہ نہیں دیتے بلکہ ان کو اتنا چھوٹا سمجھتے ہیں کہ ان کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ قرآن مجید اور احادیث میں ایسے امور اور اعمال کا تذکرہ آیا ہے کہ انسان پر دنیوی محنت کے ساتھ ساتھ روحانی محنت بھی لازم ہے۔ اگر جسمانی اعمال کے ساتھ ساتھ روحانی احوال بھی سنوار لیں گے تو اللہ رب العزت ہمیں دنیا میں فراخی اور آسانی عطا فرمائے گا:

(۱) شکرانہ نعمت

اللہ رب العزت کی بارگاہ سے دنیوی واخروی نعمتوں کے حصول کا پہلا اصول ”شکرانہ نعمت“ ہے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ۔ (ابراہیم، ۱۴: ۷)

”اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں تم پر (نعمتوں میں) ضرور اضافہ کروں گا۔“

یعنی اگر تم نے نعمتوں کا شکر ادا کیا اور انہیں صحیح مصرف پر خرچ کیا تو تمہیں اور زیادہ نعمتیں عطا کروں گا۔ اللہ رب العزت نے ایک قانون عطا کیا کہ دوسروں پر نعمتوں کی بہار دیکھ کر زیادہ پریشان نہ ہوا کریں اور ان کو دیکھ کر دل تنگ نہ کیا کریں بلکہ ان نعمتوں کے پیچھے چھپے اس راز پر غور کریں اور میری رضا اور خوشنودی کو طلب کریں تاکہ میں تم پر بھی انعام واکرام کی بارش کروں۔

(۲) قلبی اطمینان

حصولِ رزق کے لیے انسان کا قناعت کرنا اور قلبی اطمینان رکھنا بھی از حد ضروری ہے۔ حدیث مبارک میں ہے کہ جب بچہ ابھی ماں کے پیٹ میں ہی ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بچے کے حوالے سے ایک فرشتے کو چار باتوں؛ اس کے عمل، اس کا رزق، اس کی مدتِ زندگی اور اس کے نیک اور بد اعمال لکھنے کا حکم دیتا ہے۔ توجہ طلب بات یہ ہے کہ ان چار امور میں اس کا رزق بھی شامل ہے۔ اللہ رب العزت نے کیا کچھ، کتنا، کب اور کیسے دینا ہے؟ یہ سب کچھ جب وہ ذات لکھ دیتی ہے تو پھر دنیا میں جھگڑے کی کوئی وجہ نہیں رہتی کہ فلاں شخص نے میرا نقصان کیا، یا فلاں شخص نے میرے لیے سازش کی، یا فلاں شخص نے میرے مال کو نقصان پہنچایا ہے۔ جو کچھ بچنا ہے، وہ بھی نصیب سے بچتا ہے اور جو کچھ ضائع ہونا ہے، وہ بھی نصیب سے ضائع ہوتا ہے۔ لہذا اس پر اللہ رب العزت کے

حضور اپنے دل میں اطمینان رکھا کریں لیکن تدبیر لازم ہے کیونکہ وہ حکمِ شرعی ہے لیکن تدبیر کے نتیجے میں پھر جو کچھ بھی رونما ہو جائے، اس پر اپنے دل کو راضی کرنا ہے، جب ہم اپنے دل میں اطمینان پیدا کرلیں گے تو اللہ رب العزت راضی ہو جائے گا۔

رزق کی تقسیم یقیناً اللہ رب العزت فرماتا ہے کہ کسی کو کم اور کسی کو زیادہ دیتا ہے۔ اگر کسی کو اللہ رب العزت زیادہ دے دے اور اس کے دل میں خیال آئے کہ شاید مجھ پر اللہ کا کرم زیادہ ہے تو اس حوالے سے یہ ذہن میں رہے کہ اللہ رب العزت کبھی کسی کو دے کر آزماتا ہے اور کبھی کسی کو نہ دے کر آزماتا ہے۔ انسان خیال کرتا ہے کہ مجھے کم کیوں دیا ہے؟ کم اس لیے دیا کہ عین ممکن تھا کہ ہم مال و دولت کی فراوانی میں یوں گم ہو جاتے کہ کسی مرحلہ پر اپنے ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتے، ہم اس مال و دولت کی فراوانی کو سنبھال ہی نہ پاتے اور لوگوں کے ساتھ زیادتی و ظلم کا ارتکاب کر بیٹھتے اور نہ جانے کیا کیا کر بیٹھتے اور بالآخر اللہ رب العزت کے عذاب کا شکار ہو جاتے۔ ہم نہیں جانتے کہ اللہ رب العزت کا امر کیا تھا، پس اس نے اس بڑی تکلیف اور آزمائش سے بچانے کے لیے چھوٹی تکلیف دے کر اپنے بندوں کو محفوظ فرمالیا۔

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِیْنَ۔ (المومنون، ۲۳: ۵۵)

”کیا وہ لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم جو (دنیا میں) مال و اولاد کے ذریعہ ان کی مدد کر رہے ہیں۔“

یعنی وہ اس بات کو نہیں سمجھتے کہ اللہ پاک نے یہ معاملہ کیوں فرمایا ہے؟ حالانکہ یہ معیشت کی تقسیم کم یا زیادہ، رزق میں تنگی یا خوشحالی، یہ تمام امرِ الٰہی سے ہے اور ہم یہ نہیں جانتے کہ اللہ نے ایسا کیوں کیا ہے لیکن ہمیں اس بات کی تلقین کی گئی ہے کہ اللہ رب العزت کی عطا پر راضی ہونا سیکھیں۔ جب بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہو جاتا ہے تو وہ ذات بندے کو ان تکالیف اور ان پریشانیوں سے نجات عطا فرماتی ہے۔

(۳) دعا

رزق میں اضافہ اور فراوانی کا تیسرا اصول اور ذریعہ ”دعا“ ہے۔ قرآن مجید کی آیات اور احادیث مبارکہ میں صراحتاً موجود ہے کہ انسان کو ملنے والی ساری عطائیں، خوشحالی، تنگدستی، آزمائش، فراوانی، عسر، یسر سب کچھ اللہ رب العزت نے لکھا ہوا ہے۔ جب سب کچھ اسی کا عطا کردہ ہے تو پھر ہر پریشانی کا علاج دنیا میں جھگڑنے میں ہے اور نہ کسی کے لیے دل کو تنگ کرنے میں ہے۔ نہ کسی کی غیبت کرنے میں ہے اور نہ کسی کے بارے میں بری بات کہنے میں ہے۔ بلکہ ہر مسئلے کا حل اسی کے حضور سجدہ ریز ہو کر دعا کرنے اور اسی مالکِ حقیقی سے مانگنے میں ہے کہ مولا مجھے بھی عطا فرما، میری تکلیفوں کو بھی دور فرما اور میری آزمائش کو بھی حل فرما۔

حضور نبی اکرم ﷺ کا اسوۂ مبارکہ ہر مسلمان کے لیے اسوۂ کاملہ کی حیثیت رکھتا ہے اور ہر شخص اس سے استفادہ کرتا ہے جس کے نتیجے میں دنیا و آخرت کی کامیابی حاصل کرتا ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ اپنی حیات مبارکہ میں یہ دعا کثرت سے فرمایا کرتے تھے:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

”اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں (بھی) بھلائی عطا فرما اور آخرت میں (بھی) بھلائی سے نواز اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔“ (البقرہ، ۲: ۲۰۱)

یعنی آقا علیہ السلام نے اپنے اسوۂ مبارکہ سے اپنی امت کو یہ تعلیم فرمائی کہ اللہ سے دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائیاں مانگتے رہا کرو۔ یہ ایک جامع دعا ہے کہ دنیا میں رہتے ہو دنیا کی بھلائی بھی کی دعا مانگو اور یہاں سے آخرت میں جانا ہے تو آخرت کی بھلائی بھی مانگو اور عین ممکن ہے اعمال کے نتیجے میں عذاب کے حقدار ٹھہریں تو اس عذاب سے معافی بھی مانگتے رہا کرو۔ یہ دعا تینوں پہلوؤں کو مکمل کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آقا علیہ السلام یہ دعا کثرت سے مانگا کرتے تھے۔ اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ کس طریقے سے اللہ کے حضور ہمیں اپنی پریشانیوں کے ازالے کی دعا مانگنی چاہیے۔

زندگی میں کبھی اللہ رب العزت سے مانگنا نہ بھولیں۔ ہمیشہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دستِ دعا دراز رکھیں۔ دل کی خالصیت کے ساتھ اس سے مانگتے رہیں۔ پھر اس کے عطا کرنے میں چاہے جتنی بھی دیر کیوں نہ ہو جائے، اس کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہوں۔ جو مانگنا ہے، مانگتے رہیں، ہر طرح کا رزق مانگتے

https://www.minhaj.info/

رہیں اور مانگنے میں کبھی کسی قسم کی کمی نہ چھوڑیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہم دعا میں سچے تب ہوں گے کہ اس رزق یا نعمت کے حصول کے لیے عمل بھی ساتھ کرتے چلے جائیں۔ محنت بھی جاری رکھیں اور دعا بھی مانگتے رہیں۔ کبھی کبھار ایسا ہوتا ہے کہ ہم پریشانیوں میں گھر جاتے ہیں، مالی پریشانی، روزگار کی پریشانی، جاب کی پریشانی اور پھر ان پریشانیوں کے نتیجے میں عبادت کی طرف رغبت کم ہو جاتی ہے، مایوسی کا شکار ہو جاتے ہیں اور دھیان اس طرف نہیں جاتا۔ اس طرح ڈپریشن اور ذہنی تناؤ کا شکار ہو جاتے ہیں اور عبادت سے غافل ہو جاتے ہیں اور ان دنوں میں ہم دعا کرنا ہی بھول جاتے ہیں جبکہ اس وقت سب سے زیادہ دھیان اور رجوع اللہ کی بارگاہ کی طرف ہونا چاہیے۔

آقا ﷺ نے فرمایا: جب تم کہو گے کہ اللھم ارزقنی کہ اے اللہ مجھے رزق عطا فرما، تو اللہ کہے گا: قد فعلت، میں نے رزق دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ پس اللہ کے حضور مانگتے رہا کرو۔ اللہ پاک یقیناً اپنے خزانۂ خاص سے عطا فرما دے گا۔

(۴) توبہ واستغفار

قرآن مجید، احادیث مبارکہ، بزرگان دین اور مفسرین کا اتفاق ہے کہ دنیا کی ہر پریشانی، ہر آزمائش، ہر تکلیف، ہر مالی تنگی کا علاج ''توبہ واستغفار'' میں ہے۔ مفسرین اس کی دلیل کے طور پر درج ذیل آیت مبارکہ پیش کرتے ہیں:

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا . يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا . وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا۔ (نوح، ۷۱: ۱۰۔ ۱۲)

''پھر میں نے کہا کہ تم اپنے رب سے بخشش طلب کرو، بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ وہ تم پر بڑی زوردار بارش بھیجے گا۔ اور تمہاری مدد اَموال اور اولاد کے ذریعے فرمائے گا اور تمہارے لیے باغات اگائے گا اور تمہارے لیے نہریں جاری کر دے گا۔''

بہت سارے اعمال اور پریشانیاں ایسی ہوتی ہیں کہ بندہ سوچتا ہے کہ ''اتنے سال ہو گئے مگر اولاد نہیں ملی، اتنے سال ہو گئے ہیں مگر میری مالی مشکلات حل نہیں ہوئیں۔'' ان مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر ایک لمحہ ہم اپنے اعمال کی طرف بھی نگاہ کر لیں تو معلوم ہوگا کہ کوئی ایسا عمل ہے کہ جس پر مجھے توبہ کی حاجت ہے۔ کچھ تو میری زندگی میں ایسا ہے کہ جس پر ابھی میں نے اللہ رب العزت کے حضور توبہ واستغفار نہیں کیا اور اس کے حضور مناجات نہیں کیں جس کی وجہ سے یہ بندش نہیں ٹتی۔ اس آیت میں اسی امر کی طرف توجہ مبذول کرائی گئی کہ اگر تم توبہ کر لو تو اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا ہے اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ تمہیں فراوانی، آسائشیں اور آسانیاں عطا فرمائے گا اور مشکلات دور فرما دے گا۔

سیدنا امام حسن بصری ؒ کی بارگاہ میں چار اشخاص آئے، ان میں سے ایک نے اپنی مشکل بیان کی کہ ہمارے ہاں بہت قحط سالی ہے۔ دوسرے نے کہا کہ ہمارے ہاں تنگدستی ہے۔ تیسرے نے کہا کہ اولاد نہیں ہے۔ چوتھے نے کہا کہ میرا باغ خشک ہو گیا ہے، پھل نہیں دیتا۔ آپ نے چاروں سے فرمایا کہ جاؤ اور اللہ کے حضور توبہ کرو اور اس سے معافی مانگو۔ آپ کے ساتھیوں میں سے کسی نے کہا حضرت یہ چار الگ مسائل تھے، آپ نے چاروں کو ایک ہی وظیفہ بتا دیا کہ جا کر اللہ سے معافی مانگو، اس کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے یہ اپنی طرف سے نہیں کہا بلکہ قرآن کا حکم سنایا ہے۔ پھر آپ نے مذکورہ آیات (نوح: ۱۰۔ ۱۲) کی تلاوت فرمائی اور کہا کہ ان لوگوں کے تمام مسائل کا حل ان آیات کے اندر توبہ کی صورت میں مذکور ہے۔

قرآن مجید میں سورۃ ھود کی آیت ۵۲ میں بھی سیدنا ھود ؑ کی اپنی قوم کو انہی الفاظ میں تلقین مذکور ہے۔ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ استغفار اور توبہ کا ثمر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں وسعتِ رزق اور خوشحالی سے نوازے گا اور تمہیں اس طرح کے عذاب سے نیست و نابود نہ فرمائے گا جیسا کہ تم سے پہلی قوموں کو نیست و نابود کیا جاتا تھا۔

اس آیت کے حوالے سے دیگر مفسرین بیان فرماتے ہیں کہ اس آیت میں استغفار اور رزق کا تعلق ایسا ہے کہ جیسے کوئی شرط رکھی جائے اور اس شرط کے بعد اجر کا ملنا لازم ہو۔ گویا اللہ تعالیٰ نے توبہ بطورِ شرط رکھی ہے اور اس کے ساتھ رزق کی کشادگی اور خوشحالی بطورِ اجر رکھا ہے۔ یعنی توبہ کرنے پر اللہ رب العزت ضرور خوشحالی عطا فرمائے گا۔

یہ امر بھی ذہن میں رہے کہ توبہ سچے دل سے کی گئی ہو اور ایسی توبہ کی گئی ہو کہ پھر گناہوں کی طرف لوٹنے کا ارادہ ترک کرلے اور دوبارہ ان کمزور اعمال اور خطاؤں کی طرف نہ لوٹنے کا ارادہ کرے تو وہ توبہ؛ حقیقی توبہ ہے۔ اگر بندے نے حقیقی توبہ کی ہے جسے توبۃ النصوح کہتے ہیں تو پھر اللہ رب العزت نے اپنے اوپر لازم کرلیا ہے کہ اب وہ اسے ضرور خوشحال فرمائے گا، اس کی تنگدستی ضرور دور فرمائے گا اور اس کی تکلیف اور پریشانی کا ازالہ فرمائے گا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

من لزم الاستغفار جعل الله له من كل ضيق مخرجاً ومن كل هم فرجا ورزقه من حيث لايحتسب۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب فی الاستغفار، ۲: ۸۵، رقم: ۱۵۱۸)

”جو شخص بکثرت استغفار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے ہر غم سے چھٹکارا عطا فرماتا ہے اور ہر تنگی سے نجات عطا فرماتا ہے اور اسے ایسی راہوں سے رزق عطا فرماتا ہے جس کا اسے وہم و گمان میں بھی نہ ہوگا۔“

(۵) بڑھاپے کے وسیلے سے رزق طلب کرنا

رزق میں برکت و وسعت کے حوالے سے یہ پہلو بڑا غور طلب ہے اور اکثر ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ رب العزت سے بڑھاپے کا وسیلہ دے کر رزق طلب کریں۔ یعنی ہمارے گھر میں جو بوڑھے اور ضعیف ہیں ان کی خدمت کریں اور ان کی خدمت کو اللہ کے حضور وسیلہ کے طور پر پیش کریں۔ بوڑھے والدین، عزیز و اقارب اور رشتہ دار ان کی خدمت کرکے وسیلہ پیش کرنے سے اللہ تعالیٰ ہمارے رزق میں کشادگی عطا فرمادے گا۔

افسوس! ہمارا عمل اس کے برعکس ہے۔ بعض اوقات ہمیں گھر میں موجود بوڑھے والدین کے اخراجات، ان کی ادویات اور ان کا کھانا پینا بھی بوجھ لگتا ہے اور ہم یہ نہیں سوچتے کہ جو ہمارے گھر میں بوڑھے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے صدقے اور ان کی دعا سے کئی تکالیف دور کردیتا ہے۔ لہذا کھلے دل سے اچھی نیت کے ساتھ اپنے بوڑھے والدین کی خدمت کریں۔

ایک ساتھی نے واقعہ بیان کیا کہ میرے گھر میں بوڑھے والدین نہیں تھے تو میں دور کے عزیز و اقارب میں سے ایک بے سہارا بوڑھے آدمی کو اپنے گھر لے آیا اور اس کی زندگی کے آخری آٹھ سے دس سال اس کی خدمت کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے صدقے سے مجھے مال کی فراوانی عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کو بوڑھے والدین کی خدمت اتنی عزیز ہے کہ اس نے رزق کی کشادگی اس کے ساتھ جوڑ دی ہے تاکہ اگر کسی کے دل میں وہ چاہت نہ بھی ہو تو وہ رزق کی کشادگی کی خاطر ہی ان سے عزت و احترام کے ساتھ پیش آئے۔

ہم اس طرح کے امور کی پرواہ نہیں کرتے بلکہ ہم دنیا کو کوستے رہتے ہیں، بھاگ دوڑ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مجھے کام نہیں ملتا، روزگار نہیں ملتا، ملک کا نظام ٹھیک نہیں اور نہ جانے کس کس چیز کو کوستے ہیں لیکن اگر وہ چیزیں جو ہمارے اپنے اختیار میں ہیں، ان پر غور کرلیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں آسانیاں مرحمت فرمادے گا۔ وہ مالک ہے، یہ نظام ہمارے لیے ہے، وہ چاہے تو اسی نظام میں سے ہمیں فراوانی عطا فرمادے اور تنگدستی دور کردے۔ اگر ہم ان اعمال کو اپنالیں تو سب کچھ ممکن ہوسکتا ہے۔

(۶) تقویٰ و پرہیزگاری

انسان تقویٰ اختیار کرلے تو یہ بھی رزق میں کشادگی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا. وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ.

” اور جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ اس کے لیے (دنیا و آخرت کے رنج و غم سے) نکلنے کی راہ پیدا فرما دیتا ہے۔ اور اسے ایسی جگہ سے رِزق عطا فرماتا ہے جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔“ (الطلاق، ۶۵: ۲، ۳)

امام نووی تقویٰ کی تعریف میں فرماتے ہیں کہ تقویٰ یہ ہے کہ انسان ان تمام امور سے بچا رہے جن امور سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے منع کیا ہے اور ان امور کو اپنالے جو امور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بارگاہ میں مقبول قرار پائے ہیں۔

ارشاد فرمایا:

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓی اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ۔ (الاعراف، ۷: ۹۶)

’’اور اگر (ان) بستیوں کے باشندے ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتیں کھول دیتے۔‘‘

متقین لوگوں کو اللہ تعالیٰ مالی تنگی بھی نہیں دیتا بلکہ فراوانی اور خوشحالی عطا فرماتا ہے۔ بشرطیکہ اگر کوئی صحیح معنوں میں کامل تقویٰ اختیار کرے۔ ہاں اگر اسے اللہ پر کامل بھروسہ نہ ہو، دین داری کے ساتھ ساتھ دنیاداری میں بھی نگاہیں جمی رہیں، دل میں دنیا کی رغبت رہے اور ہر وقت پریشان رہے تو اللہ تعالیٰ اسے مزید تنگدستی میں ڈال دیتا ہے۔ مگر جب انسان کامل تقویٰ اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ان ذرائع سے عطا کرتا ہے جہاں سے اسے توقع بھی نہیں ہوتی۔ عبادت میں رسوخ، خشوع و خضوع اور تقویٰ سے انسان کے رزق میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

(۷) توکل

جو لوگ توکل کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو بھی مالی مشکلات سے نجات عطا فرمادیتا ہے۔ امام غزالی کے نزدیک توکل یہ ہے کہ دل کا اعتماد سارے جہان سے اٹھ جائے اور صرف اللہ پر قائم ہو جائے۔ ایسا توکل جب انسان اختیار کرلیتا ہے تو اللہ رب العزت اس کی مالی مشکلات کو اس توکل کے نتیجے میں دور فرمادیتا ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم اللہ تعالیٰ پر اس طرح بھروسہ کرو جیسے کہ اس پر بھروسہ کرنے کا حق ہے تو تمہیں اس طرح رزق دیا جائے گا جس طرح پرندوں کو رزق دیا جاتا ہے۔ جو صبح خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس لوٹتے ہیں۔ رہتے انہی گھونسلوں میں ہیں، گھونسلے بڑھانے پر توجہ نہیں ہوتی مگر اللہ سارے دن میں جو کچھ انہیں دیتا ہے، ان کے لیے کفایت کر جاتا ہے، ان کی ضرورت کو پورا کر دیتا ہے۔ بس ان پر یہ عطا توکل کے سبب ہے۔ ہمیشہ اللہ کی ذات پر انسان کی نگاہ رہنی چاہیے پھر دنیا میں بھی خیر ہے اور آخرت میں بھی نجات یقینی ہے۔

(۸) صلہ رحمی اور حسنِ سلوک

رحم پیٹ کو کہتے ہیں یعنی ایک پیٹ سے نکلے ہوئے لوگ۔ صلہ رحمی سے مراد بہن بھائی اور خونی رشتہ داروں سے رحمت و شفقت سے پیش آنا ہے۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا: جو چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں فراخی ہو اور اس کی عمر دراز ہو تو وہ صلہ رحمی کیا کرے۔

غم اور تکلیف آجائے تو انسان کا رویہ تکلیف دہ ہو جاتا ہے حتی کہ اپنے بہن بھائیوں کو کہتا ہے کہ میں خود تکلیف میں ہوں، اب تمہاری تکالیف کیسے دور کروں؟ آپ ﷺ نے اس کے برعکس فرمایا کہ جب مالی تنگی آجائے تو اپنے محتاج اور غریب بہن بھائیوں کی مدد کے لیے دل اور دستر خوان کھول دیا کرو۔ اللہ تعالیٰ اس کے صدقے تمہاری تکلیفیں دور کردے گا اور تمہارے رزق میں کشادگی عطا فرمائے گا۔

کسی تاجر یا صاحبِ ثروت کو مشکلات درپیش ہوں تو اسے ایک لمحہ بیٹھ کر ذرا سوچ لینا چاہیے کہ میرے غریب رشتہ دار یا عزیز و اقارب میں سے کون ایسا تھا کہ میں نے اچھے دنوں میں اس کی تکالیف دور نہیں کیں؟ بس اس سوچ سے ہی اس کو نتیجہ سمجھ آجائے گا۔ تنگدستی کے زمانے میں اس لیے فراخی کرنے کا حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عمل کے صدقے سے ہمیں فراوانی عطا فرمادے گا۔

اس طرح کمزوروں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنا بھی ہماری مالی مشکلات دور کرنے کا سبب ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ابغوا الی ضعفائکم فانما ترزقون وتنصرون بضعفائکم۔

(صحیح ابن حبان، ج ۱۱، ص ۸۵، رقم: ۴۷۶۷)

’’بندوں کو ان کے کمزوروں کی وجہ سے رزق ملتا ہے اور ان کی مدد کی جاتی ہے۔‘‘

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

’’تم لوگ میری رضا اپنے کمزوروں میں تلاش کیا کرو۔ جن کی وجہ سے تمہیں رزق ملتا ہے اور تمہاری مدد کی جاتی ہے۔‘‘

ہم میں سے ہر شخص کے ارد گرد کسی نہ کسی حیثیت میں ہم سے کمزور شخص موجود ہے۔ پس ان کے ساتھ بھلائی کا عمل، حسنِ سلوک، نرمی، شفقت اور پیار سے برتاؤ اور کلام کرنا، ان کی خیر خواہی کرنا، ان کے لیے آسانیاں پیدا کریں، اس عمل کے صدقے اللہ تعالیٰ ہماری مالی مشکلات حل فرمادے گا۔

(۹) دوسروں پر خرچ کرنا

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے اور خیرات کرنے سے غم اور تکلیف دور ہو جاتی ہے۔ انسان کہتا ہے کہ میرے پاس کھانے کے لیے کچھ نہیں ہے تو میں تمہیں کیا دوں؟ سن لو جو کچھ بھی ہے، اسے اللہ کی راہ میں تقسیم کردو۔ اللہ اس کے صدقے میں برکت عطا فرمادے گا اور فراخی و خوشحالی نازل فرمائے گا۔ آقا ﷺ نے فرمایا:

اعط الناس اعطیتھم۔ (کنزالعمال، ۴: ۲۴۱)

اے آدم کی اولاد تو دوسروں پر خرچ کر، اللہ تجھ پر خرچ فرمائے گا۔

لہٰذا ہر حال میں خرچ کیا کریں، خواہ کتنی ہی پریشانی اور تکلیف کیوں نہ ہو۔ اللہ کا دین سیکھنے والے طلبہ و طالبات پر خرچ کریں، اس کے صدقے میں بھی اللہ تعالیٰ ہماری مالی مشکلات دور فرمادے گا۔

(۱۰) متفرق ذرائع

قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کے مطالعہ سے رزق میں برکت کے اور بھی کئی ذرائع ہمارے سامنے آتے ہیں۔ مثلاً:

۱۔ اہل و عیال پر خرچ کرنا یعنی بیوی بچوں پر خرچ کرنے کے صدقے سے بھی اللہ تعالیٰ مالی مشکلات دور کرے گا اور رزق میں کشادگی دے گا۔

۲۔ تقدیر پر راضی رہنا اور راضی برضا رہنا بھی فراخی و کشادگی کے حصول کا ایک ذریعہ ہے۔

۳۔ علی الصبح اللہ کے احکامات کی روشنی میں رزقِ حلال کی تلاش میں نکلنا بھی خوشحالی کا سبب ہے۔

۴۔ رذائل اخلاق یعنی جھوٹ، فراڈ، کرپشن، بدعہدی، سستی، کاہلی اور بے ایمانی سے اجتناب

۵۔ نماز قائم کرنا۔ ۶۔ اخلاقِ حسنہ اختیار کرنا

۷۔ استقامت کا پیکر ہونا ۸۔ نظم و ضبط کا خوگر بننا

۹۔ بخل اور فضول خرچی سے اجتناب

۱۰۔ ظلم اور حق تلفی کرنے سے باز رہنا

خوشحالی و فراخی اور برکت کا حقیقی مفہوم

اللہ رب العزت کی بارگاہ سے فراخی اور خوشحالی عطا فرمائے جانے سے کیا مراد ہے؟ اس بات کا جائزہ کیسے لیا جائے گا کہ اب کسی کے پاس خوشحالی آگئی ہے۔۔۔؟ صوفیاء و اولیاء بیان کرتے ہیں کہ خوشحالی اور فراخی کا مطلب صرف یہ نہیں کہ اس کے پاس مال کی کثرت ہو جائے گی بلکہ اللہ کی طرف سے فراخی یہ ہے کہ جو مال بھی اس کے پاس ہے، اس کی ضرورتوں کے لیے کفایت کر جاتا ہے۔ یعنی اسے پھر کسی چیز کی کمی نہیں رہتی اور جو اس کی ضروریاتِ زندگی ہیں، اللہ اسے پوری فرمادیتا ہے۔ انسان کا حرص اور اس کی ضرورتیں تو کبھی ختم نہیں ہوتیں، انسان انھیں بڑھاتا چلا جاتا ہے لیکن جو جائز ضرورتیں ہیں، اللہ تعالیٰ ان امور کے نتیجے میں وہ پوری فرمادیتا ہے۔

قرآن مجید میں لفظ برکت اور برکات کئی مقامات پر آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ برکت سے نوازتا ہے۔ برکت کی تفسیر میں مفسرین فرماتے ہیں کہ برکت سے مراد وہ مال ہے کہ جو پاکیزہ ہو، کفایت بھی کر جائے اور آخرت میں اس پر گرفت بھی نہ ہو۔ دنیا میں جب مال کی کثرت ہوتی ہے تو وہ مال ساتھ گرفت بھی لاتا ہے، آخرت میں اس کا احتساب بھی ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ جب مال و دولت اپنے متقین بندوں کو عطا کرتا ہے تو وہ مال ایسا ہوتا ہے اور اس راستے سے دیتا ہے کہ پھر اس پر گرفت بھی نہیں کرتا۔ یعنی ایسے مال کا اسے مالک ہی نہیں بناتا کہ جس پر بعد میں گرفت لازمی ہو جائے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ اس کی زندگی آسان فرمادیتا ہے۔

جب انسان مال سمیٹتا چلا جاتا ہے اور اپنی ملکیت میں چیزیں جتنی داخل کرتا چلا جاتا ہے تو وہ اتنا زیادہ جوابدہ بھی ہے کہ اس نے اس ایک ایک چیز کا استعمال کیسے کیا ہے؟ دوسری طرف اللہ اپنے خاص بندوں کو دنیا میں عزت کی زندگی بھی دیتا ہے اور ان کو ایسا مال بھی نہیں دیتا کہ جس پر جوابدہی بھی ہو۔ یعنی اسے دونوں صورتوں میں سنبھال لیتا ہے۔ کیونکہ یہ مال اس نے خود دیا ہوتا ہے تو اس کا اپنی طرف سے دیا ہوا مال نقصان دہ کیسے ہو سکتا ہے؟ بلکہ اس کا دیا ہوا مال بابرکت ہوتا ہے اور وہ برکت اس دنیا میں بھی رہتی ہے اور آخرت میں بھی اسے فائدہ دیتی ہے۔

❀❀❀❀❀

https://www.minhaj.info/

رمضان المبارک اہمیت، فضیلت اور تقاضے

آپ ﷺ نے فرمایا ’’جو شخص بحالت روزہ جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا ترک نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کو اس سے کوئی غرض نہیں کہ وہ کھانا پینا چھوڑ دے‘‘

ڈاکٹر نعیم انور نعمانی

اللہ رب العزت نے اپنے احکام کے ذریعے جن اعمال کو اپنے بندوں پر فرض کیا ہے، ان فرض اعمال میں سے ایک روزہ بھی ہے۔ روزے کو اپنے بندے پر فرض کرتے ہوئے باری تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ۔ (البقرہ، ۲: ۱۸۳، ۱۸۴)

’’اے ایمان والو! تم پر اسی طرح روزے فرض کیے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔‘‘

روزہ کو عربی زبان میں صوم کہتے ہیں۔ صوم کا معنی الامساک ہے یعنی رک جانا۔ شریعتِ اسلامی میں اس کا اصطلاحی مفہوم یہ ہے کہ صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور نفسانی تعلقات سے عبادت کی نیت کے ساتھ رک جانا، روزہ کہلاتا ہے۔

ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا فقط ان تین چیزوں ’’اکل و شرب اور جماع‘‘ کو چھوڑنا ہی روزہ ہے یا ان کے علاوہ کچھ اور چیزوں کو بھی روزے دار کو چھوڑنا ہوگا۔ یقیناً فرض کی حد تک ان چیزوں کو چھوڑنا ہوگا۔ لیکن بقیہ محرمات و مکروہات کو ترک کرنے پر ہی روزے جیسی عبادت کی وجہ سے انسان کو اللہ کی رحمت کی آغوش میسر آتی ہے اور اسی صورت میں انسان اپنے اس عمل کا کامل اجر پانے والا بن جاتا ہے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الصیام جنة واذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث ولا یصخب فان سابه احد او قاتله فیقل: انی امرء صائم۔

(بخاری، الصحیح، کتاب الصوم، ج: ۲، ص: ۶۷۳، الرقم: ۱۸۰۵)

’’روزہ گناہوں سے بچنے کی ڈھال ہے اور جس دن تم میں سے کوئی روزے سے ہو تو وہ نہ فحش کلامی کرے اور نہ جھگڑا کرے اور اگر اس روزے دار کو کوئی گالی دے یا اس کے ساتھ کوئی لڑائی جھگڑا کرے تو وہ روزہ دار کہہ دے کہ میں روزے کی حالت میں ہوں۔‘‘

یہ حدیث مبارک ہمیں اس طرف متوجہ کرتی ہے کہ گناہوں سے بچنے کا ذریعہ روزہ ہے۔ روزہ انسان کو گناہوں سے اسی طرح بچاتا ہے جس طرح ڈھال انسانی جسم کو تیروں اور تلواروں سے محفوظ کرتی ہے۔ جب انسان روزے کی حالت میں ہوتا ہے تو انسان کی یہی حالت گناہوں سے حفاظت کا سبب بن جاتی ہے اور یوں انسان روزے کی وجہ سے اپنے آپ کو گناہوں سے پاک کرلیتا ہے۔ مزید برآں واضح فرمادیا کہ اگر کوئی روزہ دار کے ساتھ بدکلامی کرے اور اس سے الجھنے کی کوشش کرے تو وہ اسے یہ باور کروائے کہ چونکہ میں روزے سے ہوں اور روزہ مجھے اس طرح کے امور میں الجھنے کی اجازت نہیں دیتا۔ لہذا میں تمہارے ساتھ کسی بھی قسم کا جھگڑا نہیں کروں گا اور تمھاری ہر بات کو نظر انداز کردوں گا۔

https://www.minhaj.info/

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

والصیام جنة، وحصن حصین من النار۔

”روزہ ڈھال ہے اور دوزخ کی آگ سے بچاؤ کے لیے محفوظ قلعہ ہے۔“

(احمد بن حنبل، المسند، ج: ۲، ص: ۴۰۲، الرقم: ۹۲۱۴)

رسول اللہ ﷺ نے روزے کو جہنم کی آگ سے بچنے کے لیے ایک محفوظ قلعہ سے تشبیہ دی ہے۔ جس طرح قلعہ اپنے اندر موجود پناہ گزینوں کو حفاظت کا احساس دیتا ہے، اسی طرح روزے کا عمل انسان کو جہنم کی آگ سے محفوظ کرتا ہے۔ روزے کی وجہ سے انسان اپنے وجود میں قلعہ کی طرح کا احساسِ حفاظت محسوس کرتا ہے اور یوں وہ گناہوں میں لت پت ہونے سے بچ جاتا ہے، خطاؤں سے ہٹ جاتا ہے، نافرمانیوں کو چھوڑ دیتا ہے، بغاوت و سرکشی کو خیر آباد کہہ دیتا ہے اور معصیت و جرم سے اعراض کرتا ہے۔

روزے دار کے لیے حالتِ صوم یعنی الامساک (رکنا) قائم کرنا ضروری ہے۔ جب وہ اس حالت اور کیفیت میں آتا ہے تو پھر وہ فرض کی حد تک حرام سے بھی رکتا ہے اور ممنوعات سے بھی اعراض کرتا ہے۔ پھر وہ اپنی حالتِ صوم کو اپنے جسم کے ہر عضو پر بھی جاری کرتا ہے اور ان سے کوئی حرام اور ممنوع فعل سرانجام نہیں دیتا۔

روزے کے تقاضے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من لم یدع قول الزور والعمل به فلیس لله حاجة في ان یدع طعامه وشرابه۔

” جو شخص بحالتِ روزہ جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا ترک نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کو اس سے کوئی غرض نہیں کہ وہ کھانا پینا چھوڑ دے۔“

(بخاری، الصحیح، کتاب الصوم، ج: ۲، ص: ۶۷۳، الرقم: ۱۸۰۴)

یہ حدیث مبارک اس تصور کو واضح کرتی ہے کہ صوم سے مراد اکل و شرب اور نفسانی خواہشات سے ہی نہیں بچنا بلکہ تمام منکرات کو چھوڑنا بھی ہے۔ تمام اخلاقِ رذیلہ، بری عادات اور برے اعمال و افعال سے بھی چھٹکارا پانا ہے۔ جب تک روزہ دار ان امور سے خلاصی نہ پالے، تب تک بات نہیں بنتی اور روزے کا عمل مکمل نہیں ہوتا۔ برے اقوال و افعال کی وجہ سے نہ صرف روزے کی روح کمزور ہو جاتی ہے بلکہ مر جاتی ہے۔ اس لیے روزے کی حالت میں نہ صرف ہر برائی سے بچنا ہے بلکہ خود کو اللہ کی مطلق فرمانبرداری کی طرف گامزن کرنا بھی ہے۔

جو لوگ روزہ تو رکھ لیتے ہیں مگر روزے کے تقاضے پورے نہیں کرتے اور روزے کے آداب نہیں بجالاتے، روزہ دکھاوے اور محض لوگوں سے شرمندگی سے بچنے کے لیے رکھتے ہیں تو ایسے لوگوں کے لیے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

کم من صائم لیس له من صیامه الا الظماء وکم من صائم لیس له من قیامه الا السهر۔

(دارمی، السنن، ج: ۲، ص: ۳۹۰، الرقم: ۲۷۲۰)

”کتنے ہی روزے دار ایسے ہیں جن کو روزوں سے سوائے بھوک اور پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور کتنے ہی قیام کرنے والے ایسے ہیں جن کو اپنے قیام سے سوائے جاگنے کے کچھ نہیں ملتا۔“

یہ حدیث مبارک واضح کررہی ہے کہ بعض روزے دار خود کو روزے کی مکمل کیفیت میں نہیں لے کر جاتے بلکہ اکل و شرب اور جماع کے علاوہ ہر معصیت اور گناہ کا ارتکاب کرتے چلے جاتے ہیں۔ خود کو روزے دار کہلواتے ہیں مگر جی بھر کر منکرات اور ممنوعات کا ارتکاب کرتے ہیں۔ کردار کی یہ خرابی انہیں روزے کے اجر عظیم سے محروم کرتی ہے۔ حالانکہ روزہ تو خواہشات، آرزوؤں، تمناؤں، پسندیدہ چیزوں، مرغوبات اور شہوات کو ترک کرنا ہے اور فقط اللہ کی ذات کو اختیار کرنا ہے۔ یعنی اللہ کی رضا، قربت اور معرفت کے لیے وافوض امری الی الله اور یاایتها النفس المطمئنة ارجعی الی ربك راضية مرضية کی منزل کو اختیار کرنا ہے۔ اسی پر روزہ الصوم لی وانا اجزی به کا اعزاز پاتا ہے اور اجر عظیم کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ جب انسان روزے کے تمام تر تقاضے ادا کر دیتا ہے اور روزے کو اس کی روح کے مطابق قائم کرتا ہے تو پھر اسے اللہ رب العزت کی رضا حاصل ہو جاتی ہے۔

https://www.minhaj.info/

اللہ کی نافرمانی سے کلی اجتناب

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا:

یارسول الله مرنی بعمل قال علیك بالصوم فانه لاعدل له قلت یارسول الله مرنی بعمل قال علیك بالصوم فانه لاعدل له۔

’’ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں (جس سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں)، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: روزہ رکھو، اس کے برابر کوئی عمل نہیں۔ میں نے پھر عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے کوئی اور عمل بھی بتائیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ فرمایا: روزہ رکھو، اس کے برابر کوئی عمل نہیں۔‘‘

اگر ہم صوم کے لفظ کا لغوی معنی ’’الامساک، رک جانا‘‘ یہاں مراد لیں اور اسے اس سوال سے متعلق کرکے جواب کو سمجھیں تو معلوم ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سائل کو یہ جواب دے رہے ہیں کہ تم ہر ایسے عمل سے رک جاؤ، جس میں ربِ کائنات کے احکامات کی خلاف ورزی کا شائبہ تک بھی ہے۔ فان علیك بالصوم تمہارے اوپر رک جانا لازم ہے۔ ہر وہ چیز چھوڑ دو جو تمھیں رب سے دور لے جائے۔۔۔ جو تمھیں رب کا نافرمان بنائے۔۔۔ جو تمھیں رب کی رحمت سے دور کرے۔۔۔ جو تمھیں رب کی بارگاہ میں مجرم اور گناہ گار بنائے۔۔۔ جو تم سے حرام کا ارتکاب کرائے۔۔۔ جو تمھیں رب کے حکم کی خلاف ورزی پر ابھارے ۔۔۔جو تمھیں رب کی بندگی سے دور کردے۔۔۔ جو تمھیں رب کی معرفت سے محروم کردے۔۔۔ جو تمھیں رب کی رضا سے ناآشنا کردے۔ یہی عمل سب سے بہتر عمل ہے، یہی عمل عملِ خیر ہے، یہی عمل عملِ نجات ہے، یہی عمل رب کی قربت، معرفت اور اس کی رضا کا سبب ہے۔

لاعدل لہ کے الفاظ اس حقیقت کی طرف اشارہ کررہے ہیں کہ یہی سب سے جامع عمل ہے، یہی عمل کل اعمال کی روح ہے اور اس کے برابر کوئی عمل نہیں۔

تزکیۂ نفس کا حصول

روزہ انسان کی شخصیت کی تعمیر بایں طور کرتا ہے کہ اس سے انسان کو تزکیۂ نفس کی منزل عطا ہوتی ہے، دل کو پاکیزگی ملتی ہے، خیالات کو طہارت ملتی ہے، خواہشات کو نفاست ملتی ہے، میلانات کو نیکی کی رغبت ملتی ہے، ذہنی رجحانات کو رجوع الی اللہ کی خیرات ملتی ہے، انسانی وجود سے برائی کا خاتمہ ہوتا ہے، انسان بدی سے نفرت کرنے لگتا ہے اور رب کی طرف کامل یکسوئی کے ساتھ متوجہ ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فعلیه بالصوم فانه له وجاء۔

(بخاری، الصحیح، کتاب النکاح، باب من لم یستطع الباءۃ فلیصم، ج:۵، ص:۱۹۵۰، الرقم:۴۷۷۹)

’’روزہ رکھو اس لیے کہ روزہ انسان کی برائی سے قطع تعلقی کراتا ہے۔‘‘

یعنی نفس برائی کی چاہت کرتا ہے، برائی میں لت پت ہونا پسند کرتا ہے اور برائی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنانا چاہتا ہے، اس لیے کہ نفس کا کام ہی یہی ہے، قرآن اس کا ذکر یوں کرتا ہے:

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوْٓءِ۔ (یوسف، ۱۲: ۵۳)

’’بے شک نفس تو برائی کا بہت ہی حکم دینے والا ہے۔‘‘

آیت کریمہ میں نفس کی اس حالت کو واضح کیا گیا ہے کہ نفس برائی پر اکساتا ہے۔ انسان کی شخصیت میں موجود اس حقیقت کی اصلاح کے لیے اب ایک ایسے عمل کی ضرورت تھی جو انسان کے اندر موجود اس برائی پر اکسانے والی نفس امارہ کی قوت کا انسداد کرسکے۔ اس کا حل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس ارشاد مبارکہ کے ذریعے امت کو عطا کردیا کہ روزہ؛ نفس سے تمہاری قطع تعلقی کرواتا ہے۔ یہ روزہ تمہارے نفس کو ہر قسم کی سرکشی و بغاوت، نافرمانی و معصیت اور خطا و ذنوبیت سے بچانے کا باعث بنے گا۔ گویا صوم اپنے معنی کی حقیقت کے اعتبار سے ہر طرح کے خلافِ شرع امر سے رک جانے، نفس سے مکمل قطع تعلقی کرنے اور نیکی کو مکمل اختیار کرنے کا نام ہے۔

مغفرت؛ ایمان واحتساب سے مشروط ہے

روزے کے اس جامع مفہوم کے پیشِ نظر روزے دار کے لیے آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے مغفرت کی خوشخبری امت کو دی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان الله تبارك وتعالىٰ فرض صيام رمضان عليكم وسننت لكم قيامه فمن صامه وقامه ايمانا واحتسابا خرج من ذنوبه كيوم ولدته امه۔

(النسائی، السنن، کتاب الصیام، ج:۴، ص:۱۵۸، الرقم:۲۳۰۸)

’’ بلاشبہ تم پر رمضان میں دن کا روزہ اللہ نے فرض کیا ہے اور رمضان میں تراویح کی صورت میں رات کا قیام میں نے اپنی سنت بنائی ہے۔ پس جس شخص نے دن کو روزہ رکھا اور رات کو تراویح کی صورت میں قیام کیا اور یوں یہ سارا ماہِ صیام حالتِ ایمان اور حالتِ احتساب کے ساتھ گزارا تو ایسا شخص گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا جس طرح وہ پیدا ہوتے وقت گناہوں سے پاک ہوتا ہے۔‘‘

یہ حدیث مبارک ہمیں اس طرف متوجہ کرتی ہے کہ جب ایک روزے دار خود کو ایمان اور یقین کی پوری قوت کے ساتھ آراستہ کرلیتا ہے اور اپنے نفس کو احتساب کے عمل سے بھی گزارتا ہے، اپنے عمل کو تنقید کے ترازو میں بھی لاتا ہے اور خود کو احتساب سے بالا نہیں سمجھتا اور نہ صرف اپنے ضمیر کے ذریعے ہر خطا پر اپنے نفس کی ملامت کرتا ہے بلکہ مذمت بھی کرتا ہے۔ یعنی اس کا ایمان بھی ہر لحہ بڑھتا جاتا ہے اور احتساب بھی مضبوط سے مضبوط تر ہوتا جاتا ہے تو اس کے نتیجے میں باری تعالیٰ گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

روزے دار کے لیے ایمان اور احتساب دو لازمی امر ہیں۔ روزے کی بتمام و کمال ادائیگی کے لیے یہ دو چیزیں انتہائی ضروری ہیں۔ ان دو حالتوں کی موجودگی روزے دار کو ہر طرح کے گناہ سے محفوظ کر دیتی ہے۔ ایمان کی تازگی روزے دار کو برائی سے روکتی ہے اور احتساب کی قوت انسان کو برائی سے دور کھینچتی ہے اور نیکی کی طرف لاتی ہے۔ گویا یہ دو حالتیں انسان کی پاکیزگی اور طہارت کا سبب ہیں۔ جب یہ دو حالتیں انسان میں راسخ ہو جاتی ہیں تو اس کا نتیجہ اللہ کے فضل سے انسان کے حق میں مغفرت و بخشش کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے روزے دار کو ایک اور خوشخبری یوں عطا فرمائی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الصيام والقرآن يشفعان للعبد يوم القيامة۔ يقول الصيام: اى رب منعته الطعام والشهوات بالنهار فشفعنى فيه ويقول القرآن: منعته النوم بالليل فشفعنى فيه فيشفعان۔ (احمد بن حنبل، المسند، ج:۲، ص:۱۷۴، الرقم:۶۶۲۶)

’’ روزہ اور قرآن قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں بندے کی شفاعت کریں گے۔ روزہ عرض کرے گا: اے مولا! دن بھر اس بندے کو کھانے پینے اور تمام تر خواہشات سے میں نے روکے رکھا، پس تم میری اس کے حق میں شفاعت کو قبول فرما اور قرآن کہے گا کہ مولا رات کو تراویح کی صورت میں اسے سونے سے میں نے روکے رکھا، پس تو اس بندے کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ پس اللہ تعالیٰ روزے اور قرآن کی شفاعت کو اس بندے کے حق میں قبول فرمائیں گے۔‘‘

پس رمضان المبارک کا ایک ایک لحہ اللہ کی بارگاہ سے بندوں پر رحمت، برکت اور مغفرت کا باعث ہے۔ یہ مہینہ رب کی عطاؤں اور نوازشوں کا مہینہ ہے۔ یہ مہینہ رب کی رضا کو پانے کا مہینہ ہے اور رب کی عبادت کی لذت پانے کا مہینہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ اس ماہ مبارک میں کمال عبادت و ریاضت کا اظہار فرماتے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كان رسول الله اذا دخل شهر رمضان شد مئزره ثم لم يات فراشه حتى ينسلخ۔

(احمد بن حنبل، المسند، ج:۶، ص: ۶۶، الرقم: ۲۴۴۲۲)

’’جب ماہ رمضان شروع ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اپنی کمرِ ہمت باندھ لیتے اور پھر سونے اور بستر کی طرف نہ آتے یہاں تک کہ رمضان المبارک کا یہ مقدس مہینہ ختم ہو جاتا۔‘‘

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ایک اور روایت میں ہے کہ:

كان رسول الله اذا دخل رمضان تغير لونه وكثرت صلاته وابتهل في الدعاء واشفق منه۔

(بیہقی، شعب الایمان، ج:۳، ص:۳۱۰، الرقم:۳۶۲۵)

’’ جب رمضان المبارک کا مہینہ آتا تو رسول اللہ ﷺ کی کیفیات بدل جاتیں، آپ کی عبادت میں کثرت ہو جاتی اور گریہ وزاری کے ساتھ رب کی طرف دعاؤں میں مشغول ہو جاتے اور رب کی یاد کی طرف بہت زیادہ متوجہ ہو جاتے۔‘‘

رسول اللہ ﷺ کا یہ عمل امت کو بھی اس طرف متوجہ کرتا ہے کہ وہ اس عملِ رسول کو اپنی زندگیوں میں اختیار کریں۔ رمضان المبارک کو اللہ کی بارگاہ سے اپنے لیے ایک نعمت جانیں اور اس نعمت کی قدر دانی کی صورت یہی ہے کہ جس نے یہ نعمت عطا کی ہے، اس منعمِ حقیقی اور معبودِ حقیقی کو خوب یاد کیا جائے اور کثرت کے ساتھ اس کا ذکر کیا جائے۔۔۔ اس کی بارگاہ میں رات کی خلوتوں میں طویل قیام و رکوع اور سجود کیے جائیں۔۔۔ اسے یکسوئی کے ساتھ تنہائی میں منایا جائے۔۔۔ اس کی معرفت کے جام پیے جائیں۔۔۔ اس کی رضا کے مقامِ رفعت کو حاصل کیا جائے۔۔۔ خلوت و جلوت میں وہ رب کبھی انسان کے ’’نسیان‘‘ میں نہ آئے بلکہ ہمیشہ یاد ہی یاد رہے۔۔۔ اور انسان کبھی اپنے رب سے جدا نہ ہو۔ بندے کا یہی وہ مقام ہے جسے قرآن نفسِ راضیہ و مرضیہ سے تعبیر کرتا ہے۔

رمضان المبارک کا پیغام

محترم قارئین! رمضان المبارک وہ مہینہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

ينظر الله تعالیٰ الی تنافسكم فيه ويباهي بكم ملائكته فاروا الله من انفسكم خيرا، فان الشقی من حرم فيه رحمة الله۔ (الہیثمی، مجمع الزوائد، ج:۳، ص:۱۴۲)

’’ اس مہینے اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں پر نظر کرتا ہے اور تمہاری وجہ سے اپنے فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے۔ لہذا تم اپنے قلب و باطن سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نیکی حاضر کرو کیونکہ بدبخت ہے وہ شخص جو اس ماہ میں بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم رہا۔‘‘

ہمیں اللہ کی رحمت کے حصول کے لیے خود کو ظاہراً اور باطناً پاک کرنا ہے اور اس کی اطاعت کی طرف گامزن ہونا ہے۔ اپنے سارے اعضائے جسم، سوچ، عمل، خیالات، نیت، ارادوں، رویوں، عادتوں اور طریقوں کو پاک کرنا ہے۔ ہم پاک ہو جائیں گے تو وہ ذاتِ الٰہیہ بھی ہمیں مل جائے گی اور اس کی رحمت اور اس کی ساری نعمتیں بھی ہمیں مل جائیں گی۔

رمضان المبارک کا پیغام یہ ہے کہ جس طرح ہم رمضان المبارک میں اللہ کی رضا کی خاطر ساری مخلوق کے لیے سراپا خیر اور بھلائی بنے رہے، سحری و افطاری کی صورت میں بھوکوں کو کھلاتے اور پیاسوں کو پلاتے رہے، ضرورت مندوں کی مدد کرتے رہے، اسی طرح سال کے بقیہ گیارہ مہینوں میں بھی اس عملِ خیر خواہی کو اختیار کریں، ان کے دکھوں کو خوشیوں میں بدلتے رہیں، ان کے غموں میں ان کا سہارا بنیں، ان کی زندگی کی مصیبتوں میں ان کے مددگار بنیں اور ان کے چہروں پر ہمیشہ خوشی و مسرت کے چراغ جلاتے رہیں۔

اسلام کی کل تعلیمات کا درس تمام انسانوں کے مابین خیر کا قیام اور بھلائی کا اہتمام ہے اور ہمدردی کا حامل ہونا ہے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کے ہر فرد میں عظیم کردار کو تشکیل دینے کا یہ ضابطہ دیا ہے:

لاتكونوا امة تقولون ان احسن الناس احسنا وان ظلموا ظلمنا ولكن وطنوا انفسكم ان احسن الناس ان تحسنوا وان اساءوا افلا تظلموا۔ (ترمذی، السنن، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی الاحسان والعفو، ج:۴، ص:۳۶۴، رقم الحدیث:۲۰۰۷)

’’ تم اپنی زندگی میں ایک ہی رائے پر نہ چلو اور یوں نہ کہو اگر لوگ بھلائی کریں گے تو ہم بھی بھلائی کریں گے اور اگر وہ ظلم کریں گے تو ہم بھی ظلم کریں گے بلکہ تم اپنے آپ کو اس بات پر آمادہ کرو کہ اگر لوگ بھلائی کریں گے تو تم بھی بھلائی کرو گے اور اگر وہ برائی کریں گے تو تم ظلم نہ کرو گے۔‘‘

ان تعلیماتِ اسلام کی بنا پر ہم کہتے ہیں کہ دین تو سراسر امن اور سلامتی کا دین ہے۔ دین اسلام انسانوں سے پیار و محبت اور باہمی عزت و احترام اور دوسروں سے خیر خواہی و بھلائی اور دوسروں سے ہمدردی اور غمخواری کو ترجیح دیتا ہے اور ظلم و زیادتی کے ہر نشان کو مٹاتا ہے۔

❀❀❀❀❀

احکامِ صوم میں ملنے والی رخصتوں کے مظاہر

جو شخص روزہ چھوڑتا ہے اس پر قضا لازم
اور جو روزہ توڑتا ہے اس پر کفارہ لازم ہے

ڈاکٹر شبیر احمد جامی

گزشتہ سے پیوستہ

اسلام دینِ فطرت ہے جس نے اپنے سارے احکام میں بندوں کی سہولت اور آسانی کا پورا لحاظ رکھا ہے اور کسی معاملے میں انہیں بے جا مشقت اور تنگی میں مبتلا نہیں کیا۔ چنانچہ روزے کی فرضیت کے ساتھ ساتھ شریعت نے انسانوں کی معذوری اور مجبوری کا لحاظ رکھتے ہوئے روزے کے مسائل میں کئی مقامات پر مختلف صورتوں میں رخصت سے نوازا ہے۔ زیرِ مضمون کے پہلے حصے (شائع شدہ ماہنامہ منہاج القرآن ماہِ مارچ 2023ء) میں اس حوالے سے روزہ چھوڑنے کی رخصتیں؛ (سفر، بیماری، حمل و رضاعت، حیض و نفاس، ضعف و بڑھاپا، خوفِ ہلاکت، بے ہوشی، جہاد)، روزہ توڑنے کی رخصتیں؛ (رضاعت، بھوک و پیاس کی شدت، بیماری، سفر، جبر و اکراہ، جہاد) اور ممنوعات کے ارتکاب کے باوجود روزے میں عدمِ نقص کی صورتیں؛ (بھول کر کچھ کھانا یا پینا، قے، حجامہ، احتلام، حلق میں مکھی کا چلے جانا، ماں کا بچے کے لیے کھانا چبانا، کھانے کے بعد منہ میں موجود تری وغیرہ کو نگلنا وغیرہ) ذکر کی گئی ہیں۔ اس مضمون کے دوسرے حصے میں احکامِ صوم میں ملنے والی رخصتوں کے چند مزید مظاہر نذرِ قارئین ہیں:

چوتھا مظہر: روزہ چھوٹنے یا ٹوٹنے کی صورت میں عدمِ قضا و کفارہ کا حکم

بعض اوقات روزے دار کے لیے رخصت کی ایسی صورت بھی سامنے آتی ہے کہ اگر روزہ ٹوٹ جائے یا چھوٹ جائے تو نہ تو اس پر قضا لازم آتی ہے اور نہ ہی کفارہ۔ روزہ دار سے ان دونوں امور کی تکلیف رفع ہو جاتی ہے، یہ احکامِ صوم میں ملنے والی رخصتوں کے مظاہر کی چوتھی قسم ہے۔ اس کی صورتیں درج ذیل ہیں:

ا۔ مریض اور مسافر کا اسی حالت میں انتقال

اگر مریض صحت یاب ہونے اور مسافر واپس لوٹنے سے پہلے فوت ہو جائیں تو ان دونوں افراد پر نہ تو قضا ہے اور نہ کفارہ۔

واذا مات المریض او المسافر وھما علی حالھما لم یلزمھما القضا لانھما لم یدرکا عدۃ من ایام اخر ولو صح المریض واقام المسافر ثم ماتا لزمھما القضا بقدر الصحۃ والاقامۃ لوجود الادراک بھذا المقدار۔ (مرغینانی، الھدایہ، ج: ۱، ص: ۱۲۶)

”اور جب مریض یا مسافر اسی حال میں مر گئے تو ان پر قضا واجب نہ ہو گی۔ (وجہ یہ کہ) کیوں یہ دونوں ایام اُخر (قضا کرنے کے بقدر) دوسرے دن نہ پا سکے۔ اور بیمار اگر تندرست ہو گیا اور مسافر مقیم ہو گیا اور پھر وہ دونوں اسی حالت میں مرے تو ان پر قضا لازم ہے کیونکہ انھوں نے اپنے قضا روزوں کی مقدار ایام اُخر کو پا لیا ہے۔“

لہٰذا اگر اس صورت میں مریض اور مسافر کو قضا، کفارے

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، منہاج یونیورسٹی، لاہور

یا وصیت کا مکلف ٹھہرایا جائے تو یہ ان کے لیے حرج ہے جو کہ شریعتِ اسلامی میں جائز نہیں۔

۲۔ رمضان میں روزہ دار کی بے ہوشی

جس شخص پر پورا رمضان کا مہینہ بے ہوشی طاری رہی تو اس کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ پورے مہینے کی قضا کرے لیکن:

ومن اغمی علیه فی رمضان لم یقض الیوم الذی حدث فیه الاغماء لوجود الصوم فیه وهو الامساك المقرون بالنیة۔ (ایضاً)

”اور جس شخص پر رمضان میں بے ہوشی طاری ہوگئی تو اس کے لیے اس دن کی قضا لازم نہیں جس میں بے ہوشی طاری ہوئی کیوں اس دن میں روزہ پایا گیا اور وہ نیت سے متصل امساک ہے۔“

یعنی جب اس پر بے ہوشی طاری ہوئی تو وہ روزے کی حالت میں تھا اور بے ہوش ہونا اس کی قدرت میں نہیں تھا اور نہ ہی اس عمل میں اس کی نیت شامل تھی، لہذا نیت وہی شمار ہوگی جو پہلے تھی اور وہ روزے کی تھی، اس کے حکم کو باقی رکھتے ہوئے روزے کا حکم دیا جائے گا۔ تو جب روزہ مان لیا تو قضا کس چیز کی؟ لہذا ایسے شخص پر اس دن کی قضاء نہیں ہوگی۔ یہ شریعت کا لطف واحسان ہے۔

۳۔ رمضان میں روزہ دار کا مجنون ہونا

جنون کا حکم بے ہوشی سے قدرے مختلف ہے۔ اگر مجنون کو رمضان کے کسی حصے میں افاقہ ہوگیا تو وہ گزشتہ ایام کی قضا کرے اور جو شخص پورے رمضان میں مجنون رہا تو وہ اس کی قضا نہ کرے۔ گویا اس پر روزے فرض ہی نہیں ہوئے اور:

ولنا ان المسقط هو الحرج والاغماء لایستوعب الشهر عادة فلا حرج۔ (ایضاً)

”ہمارے ہاں اس کا حکم سبب حرج ہے۔ اور بے ہوشی عادتاً مہینہ بھر کو شامل نہیں ہوتی اس میں درجہ کا حرج نہیں (لہذا اس کا یہ حکم نہیں)۔“

یعنی بے ہوشی اور جنون دونوں کی صورت میں قضا و کفارہ مرفوع ہے لیکن دونوں کی شرائط مختلف ہیں۔ بے ہوشی کی حالت میں اگر مکمل ماہِ رمضان گزر گیا تو اس پر سارے مہینے کی قضا لازم ہے کیوں عادتاً اتنا عرصہ بے ہوشی طاری نہیں رہتی۔ لہذا یہاں حرج باعتبار عادت اس درجہ کا نہیں کہ حکم رفع لگایا جائے لیکن اس کے مقابل چونکہ جنون پورا مہینہ واقع ہو سکتا ہے، اس لیے یہاں اسے رخصت کا سبب شمار کیا جائے گا۔ اور جس پر پورا مہینہ جنون طاری رہا اس پر اصلاً روزہ فرض ہی نہ ہوا لہذا اس پر قضا، کفارہ یا فدیہ کا حکم خالی از حرج نہیں۔

پانچواں مظہر: روزہ چھوڑنے کے عوض صرف فدیہ کا حکم

شریعت کا اصول ہے کہ جو شخص رمضان کا روزہ چھوڑتا ہے اس پر قضا لازم ہے اور جو شخص رمضان کا روزہ توڑتا ہے اس پر کفارہ لازم ہے۔ روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ روزہ توڑنے والا ایک غلام آزاد کرے اور اگر اس کی قدرت نہیں رکھتا تو بالترتیب مسلسل دو ماہ کے روزے رکھے۔ اور اگر اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا تو اس کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ ساٹھ مساکین کو کھانا کھلائے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیئے گئے احکامِ صوم کا بہ غور مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کے ساتھ اس سے اگلے درجے کی رخصت بھی متعارف کروائی ہے اور وہ یہ کہ بندہ ایک روزے کے عوض ایک شخص کو کھانا کھلا دے یہی اس کے لیے کافی ہوگا۔ احناف کے ہاں فدیہ گندم کا نصف صاع یعنی اس کی قیمت ہے اور جمہور کے ہاں جتنے روزے چھوڑے جائیں، ہر ایک کے بدلے میں اس شہر میں جو عام غلہ استعمال ہوتا ہے ایک مُد فدیہ ہے۔ (زحیلی، الفقه الاسلامی وادلته، ج:۳، ص:۱۰۴)

☆ وہ شیخ فانی اور نحیف و ناتواں بزرگ جو روزہ رکھنے پر قادر نہ ہو، اس کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے اور ہر روزے کے عوض ایک مسکین کو کھانا دے جیسا کہ کفارات میں دیا جاتا ہے اور اس مسئلہ کی اصل قرآن مجید کی درج ذیل آیت ہے:

وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ۔ (البقرہ، ۲: ۱۸۴)

” اور جنہیں اس کی طاقت نہ ہو ان کے ذمے ایک مسکین کے کھانے کا بدلہ ہے۔“

فقہاء کے ہاں اس کی متفقہ وجہ یہ ہے کہ جو کسی طرح بھی روزہ رکھنے پر قادر نہیں بوڑھا مرد یا عورت اور اگر کوشش کرکے رکھنا چاہتا ہے تو اسے شدید مشقت اٹھانا پڑے گی تو ایسے شخص کے لیے اجازت ہے کہ وہ روزہ چھوڑ دے اور وہ روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔ (زحیلی، الفقه الاسلامی وادلته، ج:۳، ص:۱۰۴)

اور اگر شیخ فانی روزہ رکھنے پر قادر ہو گیا تو اس پر روزہ کی قضا لازم ہو جائے گی اور فدیہ کا حکم ساقط ہو جائے گا، کیونکہ روزے کے ذریعے قضا کرنا اصل ہے اور فدیہ دینا اس کا بدل ہے اور اصل کے ہوتے ہوئے بدل معتبر نہیں۔

چھٹا مظہر: روزہ ٹوٹنے کی صورت میں صرف قضا کا حکم

ویسے تو شریعتِ مطہرہ کا اصول ہے کہ اگر روزہ چھوٹ جائے تو اس کی قضا اور اگر ٹوٹ جائے تو اس کے کفارے کا حکم ہے لیکن شریعت نے اس کے علاوہ بھی بندوں پر عظیم لطف و کرم کے تحت مزید مقامات پر جہاں قیاس کے تقاضا کے تحت کفارہ لازم آتا ہے، صرف قضا پر اکتفاء کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس کے کئی اسباب ہیں جن میں شبہ، اکراہ اور مفطر صوم شے کی عدم غذائیت وغیرہ شامل ہے۔

۱۔ اشتباہ

۱۔ اگر کسی شبہ کے باعث روزہ ٹوٹ جائے تو اس کا کفارہ نہیں ہو گا بلکہ صرف قضا ہو گی، اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

جب آسمان میں کوئی علت نہ ہو تو ایک آدمی کی چاند دیکھنے کی) شہادت قبول نہیں ہو گی یہاں تک کہ اسے ایک کثیر جماعت دیکھے جن کی خبر سے یقینی علم حاصل ہو جائے۔ اس لیے کہ اس جیسی حالت میں تنِ تنہا چاند دیکھنا غلطی کا وہم پیدا کرتا ہے۔ لہذا توقف کرنا ضروری ہے اور اگر کسی ایک شخص نے چاند دیکھا تو وہ روزہ رکھے اگر وہ روزہ نہیں رکھتا تو اس پر صرف قضا ہے، کفارہ نہیں۔ صاحب ہدایہ نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے:

ولنا ان القاضی رد شھادته بدلیل شرعی وھو تھمة الغلط فاورث شبھة وھذہ الکفارة تندری بالشبھات۔

(مرغینانی، الهدایہ، ج: ۱، ص: ۱۲۱)

”ہماری دلیل یہ ہے کہ قاضی نے دلیل شرعی کی بنیاد پر اس کی شہادت کو رد کر دیا ہے اور وہ دلیل شرعی غلطی کی تہمت ہے۔ لہذا اس نے شبہ پیدا کر دیا اور کفارہ شبہات کی وجہ سے ساقط ہو جاتا ہے۔“

دلیل شرعی سے مراد مطلع کے صاف ہونے کی وجہ سے ایک کثیر جماعت کی شہادت ہے جو کہ معدوم ہے:

لو شك فی غروب الشمس لایحل له الفطر لان الاصل ھو النھار ولو اکل فعلیه القضاء۔ (ایضاً، ج: ۱، ص: ۱۳۰)

”اور صائم کو غروب آفتاب میں شک ہوا تو اس کے لیے روزہ افطار کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ اصل دن ہے اور اگر اس نے کھالیا تو اس پر قضا ہے۔“

چونکہ روزہ دار نے شک کی بنا پر ایسا کیا لہذا اس کو کفارے کا مکلف نہیں ٹھہرایا جائے گا بلکہ صرف قضا کا حکم دیا جائے گا۔

۲۔ اگر کسی نے روزے کی حالت میں بصورتِ نسیان کچھ کھالیا اور اسے یہ گمان ہوا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا ہے حالانکہ ٹوٹا نہیں تھا تو بعد میں اس نے اسی خیال سے کھالیا تو ایسے شخص پر بھی صرف قضا ہے، کفارہ نہیں کیونکہ اس کے لیے امر اشتباہ اختیار کر گیا تھا۔ (ایضاً، ص: ۱۳۰)

۲۔ خطاء و اکراہ

اگر کسی نے غلطی سے روزہ توڑ دیا یا اس سے اکراہاً روزہ تڑوایا گیا تو ایسے لوگوں پر قضا کا حکم ہے، کفارہ نہیں۔

(مرغینانی، الهدایہ، ج: ۱، ص: ۱۲۲)

اکراہ میں حرج ہے اور حرج مرفوع ہے۔ یہاں ایک اور بات واضح کرنا بھی ضروری ہے کہ نسیان اور خطاء میں فرق ہے نسیان لاعلمی اور بھول کے تحت ہے جبکہ خطاء علم کو شامل ہے، اس لیے دونوں کے حکم میں فرق ہے۔ مثلاً ایک روزہ دار وضو کر رہا تھا اور اسے یہ بات معلوم تھی کہ وہ روزے سے ہے لیکن غلطی سے اس کے حلق میں پانی چلا گیا تو اس پر قضا ہے جبکہ نسیان میں وہ اس بات سے بے خبر ہوتا ہے کہ میں روزہ دار ہوں، لہذا یہاں رخصت اعلیٰ درجے کی ہے کہ روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

۳۔ مُفطر شے کا غذائیت سے خالی ہونا

شریعت کا اصول ہے کہ اگر روزہ دار کوئی ایسی چیز کھالے جو غذائیت سے خالی ہو، مثلاً مٹی، کنکر، پتھر، لکڑی اور کپڑا وغیرہ تو اس سے صرف قضا لازم آئے گی، کفارہ نہیں۔

لوجود صورة الفطر ولا کفارة علیه لعدم المعنی۔

(ایضاً، ج: ۱، ص: ۱۲۴)

”کیونکہ صورتاً فطر پایا گیا اور اس پر کفارہ واجب نہیں ہے، اس لیے کہ معناً فطر موجود نہیں ہے۔“

https://www.minhaj.info/

۴۔ حیض اور نفاس کے باعث

اگر کسی عورت کو حیض اور نفاس کے باعث روزہ توڑنا پڑے تو:

افطرت وقضت بخلاف الصلاة لانها تحرج فی قضائها۔

(ایضاً، ج: ۱، ص: ۱۲۳)

’’اور جب دوران روزہ عورت حیض یا نفاس میں مبتلا ہو جائے تو وہ روزہ افطار کر لے اور بعد میں قضا کرے، برخلاف نماز کے کیونکہ نماز کی قضا میں حرج ہے۔‘‘

ساتواں مظہر: کفارہ بذاتِ خود ایک رخصت ہے

اگر غور کیا جائے تو کفارہ بندوں کے لیے ایک بہت بڑی رخصت کا مظہر ہے۔ روزہ عبادات میں امتیازی مقام کا حامل ہے اور صرف یہی وہ عبادت ہے جس کے بارے میں حق تعالیٰ نے فرمایا ہے: ’’روزہ میرے لیے ہے اور اس کا اجر بھی میں ہی دوں گا۔‘‘ اتنی بڑی شان کی حامل عبادت کا جان بوجھ کر افطار بہت بڑے عذاب کا موجب ہو سکتا تھا لیکن اس ذات کی رحمت بے مثل ہے کہ جس نے بندوں کے ساتھ عدل کا نہیں بلکہ فضل کا معاملہ کرتے ہوئے کفارے کی صورت میں معافی کی راہ نکالی۔ اور کفارے میں بھی حسبِ طاقت تین صورتیں عطا فرمائیں: پہلی صورت میں غلام آزاد کرو، اب ہر کوئی اتنا دولت مند تو نہیں اس لئے فرمایا کہ دوسری صورت ہے کہ مسلسل دو ماہ کے روزے رکھو اور جو یہ بھی نہیں کر سکتا وہ ساٹھ مساکین کو کھانا کھلادے۔ اتنا بڑا احسان کیا کہ انسان اتنی بڑی نافرمانی کی پاداش میں اللہ کے حضور بروزِ قیامت گناہ گار نہ ٹھہریں بلکہ دنیا میں ہی بصورتِ کفارہ اس کا بدل ادا کر چلیں۔

آٹھواں مظہر: کفارہ کے حکم کی عدمِ تعمیل پر وصیت کی رخصت

انسان نسیان اور خطا کا پتلا ہے اور غفلت اس کی فطرت میں شامل ہے، اس لیے اللہ رب العزت نے کمال درجہ احسان کرتے ہوئے روزے کے احکام میں یہ رخصت عطا فرمائی کہ جب کوئی شخص غفلت کے باعث روزوں کی قضا یا کفارہ کا اہتمام نہ کر سکا تو اس کے لیے حکم ہے کہ وہ اپنے مال کے ایک تہائی حصے میں سے وصیت کرے کہ اس کے ذریعے روزوں کا کفارہ ادا کیا جائے۔

خلاصۂ کلام

یہ احکامِ صوم میں ملنے والی رخصتوں کے مظاہر کی آٹھ صورتیں تھیں اور ہر صورت کے تحت مزید کئی صورتیں تھیں، جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ روزے کے حوالے سے اسلامی تعلیمات میں جبر نہیں بلکہ انسانی مجبوریوں کے پیشِ نظر بہت نرمی ہے۔ ایسی نرمی دیگر عبادتوں میں بھی موجود ہے۔ جبکہ دیگر سامی و غیر سامی ادیان میں ایسی نرمی اور لچک دیکھنے کو نہیں ملتی۔

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی مخلوق سے انتہا درجہ محبت فرماتا ہے، اس نے اسلامی شریعت میں بندوں کی روحانی غذا کے بندوبست کے لیے عبادات کو فرض کیا۔ ان عبادتوں میں سے ہر عبادت کی الگ تاثیر ہے، روزہ انہیں عبادات میں سے ایک عبادت ہے جس کا ہدف تقویٰ کا حصول ہے جو ریاکاری سے از خود پاک ہے، جس کا اجر و ثواب اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر رکھا ہوا ہے۔ اللہ رب العزت نے بندوں کی روحانی غذا کے لیے جہاں روزے اور دیگر اوامر و نواہی کا بندوبست کیا ہے وہاں شریعت کی تشکیل میں بندوں کی طاقت و قدرت اور اس میں تفاوت کا بھرپور لحاظ رکھا ہے۔ حکم شرعی کی بجاآوری میں ہر بندے کی طاقت اور صلاحیت مختلف ہے۔ لہٰذا اللہ رب العزت نے کمال درجہ احسان فرماتے خطابِ شرعی میں تخفیف اور اس کی بجاآوری میں بہت سی رخصتیں عطا فرمائیں تاکہ وہ عمل ہر شخص کے لیے ممکنہ حد تک آسانی کے سانچے میں ڈھل جائے۔

روزہ سے متعلق اسلامی تعلیمات فطرت سے کماحقہ مطابقت رکھتی ہیں جو بندوں کی ہر ہر ضرورت اور مجبوری کو ملحوظ رکھتی ہیں اور کسی پر جبر بھی نہیں کرتیں، نہ ہی کسی کو روزہ کے نور سے محروم کرتی ہیں۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ممکنہ حد تک مختلف صورتوں اور نوعیتوں میں رخصتیں دی ہیں تاکہ کوئی فرد اس عمل کے نور سے محروم نہ ہو۔

اللہ رب العزت تو ہر ممکنہ حد اور صورت میں بندوں کے لیے عمل کی راہ ہموار کرتا ہے اور اس کے باوجود اگر انسان غفلت کا شکار رہے اور عمل سے منہ موڑے تو یہ اس کی بدقسمتی، جہالت اور ہٹ دھرمی کے سوا اور کچھ نہیں۔

❁❁❁❁❁

احتساب کی ناگزیریت

قوموں کی ترقی اور عروج و زوال میں احتساب اور عدل و انصاف مرکزی کردار ادا کرتے ہیں

ڈاکٹر محمد تاج الدین کالامی

محتسب اور احتساب کا تصور در حقیقت اسلامی تصور ہے۔ جسے عربی میں ’الحسبة‘ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ تاریخِ اسلام کے ہر دور میں محتسب کی افادیت و اہمیت کو کسی نہ کسی صورت میں تسلیم کیا گیا ہے۔ مسلم مفکرین نے اسلامی ریاست کے لیے حسبہ کو ضروری قرار دیا ہے۔ چنانچہ عدل و انصاف اور قانون و معیشت کے لیے جہاں ریاست کا قیام ضروری ہے وہاں معاشرتی فلاح و بہبود کے لیے محتسب کے ادارے کا قیام بھی ضروری ہے۔

قانونی لحاظ سے ’’الحسبہ‘‘ سے مراد وہ ادارہ ہے جو احتساب کے فریضہ کو بہ حسن و خوبی انجام دے۔ ائمہ نے احتساب کے حوالے سے لکھا ہے:

والاحتساب فی الاعمال الصالحه وعند المکروهات هوالبدار الی طلب الاجرو تحصیله بالتسلیم والصبراو باستعمال انواع البر والقیام بها علی الوجه المرسوم فیها طلبا للثواب المرجومنها۔ (ابن اثیر، النہایہ، ج:۱، ص:۳۸۲)

’’احتساب نیک اعمال میں اور ناپسندیدہ امور کے وقت اجر کے حصول کی طرف جلدی کرنے کا نام ہے اور اس کا حصول تسلیم و رضا اور صبر سے ممکن ہے یا اس سے مطلوب اجر و ثواب کے حصول کی خاطر نیکی کے مختلف طریقوں پر چلنے اور ان پر مناسب طریقے سے مداومت کرنے سے اس کا حصول ممکن ہے۔‘‘

امام ماوردی اور قاضی ابو یعلی الفراء نے ’الحسبة‘ کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ضمن میں بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

والحسبة هی امر بالمعروف اذا ظهر ترکه ونهی عن المنکر اذا ظهر فعله۔

’’حسبہ سے مراد اچھائی کا حکم دینا ہے جب اسے سر عام ترک کر دیا جائے اور برائی سے روکنا ہے جب لوگ کھلے عام اس کا ارتکاب کرنے لگیں۔‘‘

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ سے کوئی مسلمان بھی مستثنیٰ نہیں۔ مسلم معاشرے کے ہر فرد کا فرض ہے کہ کلمۂ حق کہے، نیکی اور بھلائی کی حمایت کرے اور معاشرے یا مملکت میں جہاں بھی غلط اور ناروا کام ہوتے نظر آئیں، ان کو روکنے میں اپنی ممکن حد تک پوری کوشش صرف کر دے۔ ارشاد فرمایا گیا:

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ (التوبة، ۹: ۷۱)

’’اور اہلِ ایمان مرد اور اہلِ ایمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق و مددگار ہیں۔ وہ اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں۔‘‘

بھلائی پر کاربند ہونا اور برائیوں سے اجتناب معاشرے کے قیام و استحکام کی بنیاد ہے۔ خیر البشر انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت بھی اسی مقصد کے لیے ہوتی رہی۔ جہاں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ احتساب کی صورت میں ادا نہ ہو رہا ہو تو اس سے

✻ سینئر ریسرچ سکالر فرید ملت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ لاہور

دین اور ریاست کی قوت منتشر ہو جاتی ہے۔ لوگ من مانیاں کرتے ہیں، نتیجتاً معاشرے کے کرپٹ اور بدعنوان لوگ لوٹ مار کے ذریعہ ناجائز دولت اکٹھی کرتے ہیں اور غریب و کمزور لوگ مصیبت کے جال میں پھنستے چلے جاتے ہیں اور یوں پورا معاشرہ شر وفساد کا مرقع بن جاتا ہے۔

امام غزالیؒ نے امر بالمعروف و نھی عن المنکر کے لیے ھو قطب الاعظم فی الدین کے الفاظ لکھے ہیں اور تصریح فرمادی ہے کہ امر بالمعروف سے مراد وہ امور ہیں جنہیں شرعِ اسلام نے جائز کہا ہے اور نہی عن المنکر وہ کہ جن کے نہ کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔(غزالی، احیاء علوم الدین، ج: ۲، ص: ۳۰۲)

احتساب اور عدل کا باہمی تعلق

احتساب کا عدل سے گہرا تعلق ہے۔ احتساب عدل ہی کی ایک شاخ ہے۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر، عدل و انصاف، اخلاق اور احتساب کی تمام کڑیاں باہم مربوط ہیں۔ کسی بھی اسلامی مملکت میں قائم ہونے والے اجتماعی اداروں میں ''حسبہ'' کی اہمیت و افادیت مسلم رہی ہے۔ معاشرتی اور اخلاقی برائیوں کے سدِّباب کے لیے ''الحسبہ'' ایک مکمل نظام ہے۔ اس حوالے سے ائمہ اسلام؛ امام غزالی، امام شیرازی، ابن الاخوۃ، ابن خلدون اور ابن قیم کی بیان کردہ تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ حسبہ کے مکمل نفاذ سے معاشرتی برائیوں کا خاتمہ ممکن ہے۔ مسلم ماہرینِ قانون اور فقہاء کرام نے الحسبہ اور احتساب کے شعبہ کے بارے میں جو علمی بحث کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ معاشرتی بدعنوانیاں اور کرپشن کا خاتمہ احتساب کے ذریعہ اس وقت ہونا ممکن ہے جب محتسب کا فیصلہ ذاتی پسند و ناپسند اور ذاتی و دنیاوی مفادات کو ترجیح دینے کے بجائے خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لیے ہو۔ لہٰذا جو شخص دنیوی انعام و اکرام سے بے نیاز ہو کر نہایت بے خوفی اور جرأت و ایثار سے خالصتاً رضائے الٰہی کے لیے فیصلہ کرے تو تب ہی معاشرہ برائیوں سے پاک ہو سکتا ہے۔

بنظرِ غائر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ادارہ احتساب کے قیام کا مقصد افراد کی اجتماعی سرگرمیوں کی نگہداشت اور عدل و انصاف قائم کرنا ہے۔ جبکہ الحسبہ سے پہلو تہی سے معاشرتی نظم و ضبط اور امنِ عامہ میں خلل واقع ہوتا ہے نتیجتاً معاشرہ میں فسادات، بے راہروی اور کرپشن و بدعنوانی کا راج ہوتا ہے۔

تاریخ اسلام کا بغور مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی ریاست کی مرکزی کابینہ، چار وزارتوں؛ وزارتِ عظمیٰ، وزارتِ عدل و انصاف، وزارتِ انسدادِ مظالم اور وزارتِ حسبہ پر مشتمل ہوا کرتی تھیں۔ یعنی حکومت کے مرکزی ارکان میں سے چوتھا اہم رکن وزارتِ حسبہ کا ہوا کرتا تھا۔ اسلامی ادوار میں محکمہ احتساب ایک دینی و مذہبی شعبہ تھا، اس منصب کے لیے مناسب ذمہ دار کا انتخاب خلیفہ المسلمین کی ذمہ داری تھی۔ محتسب کے فرائض میں واجبی تعزیر و تادیب شامل تھی۔ محتسب اس بات کا انتظار نہ کرتا تھا کہ جھگڑے اس کے سامنے بطورِ مقدمہ لائے جائیں بلکہ خود سے قابلِ احتساب امور کی نگرانی کرتا تھا۔ سارے دعوؤں کی سماعت اس کی ذمہ داری نہ تھی تاہم معاشی لین دین اور کاروباری میدان میں غلط کاریوں کا انسداد اسی کے ذمہ تھا۔ ایسے تمام اختیارات محتسب کے دائرہ اختیار میں تھے جن میں شہادت کی ضرورت نہیں پڑتی۔ گویا محتسب کے ہاتھ میں ایسے معاملات دیے جاتے جو کثیر الوقوع اور سہل الفیصلہ ہوتے اور قاضی کو ان سے سبکدوش رکھا جاتا۔

کسی قوم کی بقاء اور ترقی کے لیے ایک طرف عدل و انصاف ضروری ہے تو دوسری طرف روحانی اور اخلاقی اساسات بھی لازمی ہیں۔ تعلیماتِ اسلام کی رو سے معروف میں حسنِ خلق شامل ہے۔ انسانوں کے ساتھ جو نیکیاں اخلاق کا حصہ ہیں ان میں عدل و انصاف، مساوات، ظلم سے اجتناب، جانبداری سے احتراز، افراط و تفریط سے بچنا اور ہر کسی کو اس کا جائز حق دینا اور دلانا وغیرہ شامل ہیں۔ ان میں سے بہتر امور ہمیشہ فریضہ احتساب میں داخل رہے۔ زوال پذیر معاشرے کو مزید ذلت سے بچانے کا واحد راستہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے قرآنی اصول پر سختی سے عمل کرنا ہے جس کی ایک صورت احتساب ہے۔

ادارہ احتساب کے اختیارات

اسلامی سیاسی فکر کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ فقہاء کرام اور قوانینِ شرع کے ماہرین ائمہ نے الحسبہ کی اصطلاح کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تحت واضح کیا ہے کہ جب معاشرہ میں علی الاعلان اچھائیاں ترک ہو جائیں اور لوگ کھلم کھلا برائیوں کا ارتکاب کرنے لگیں تو ریاست بزورِ قوت اس رویے پر قابو پائے۔ اس کے لیے الحسبہ کی صورت میں محکمہ احتساب کی ضرورت ہوگی تاکہ معاشرے میں عدل و انصاف کا بول بالا ہو اور لوگوں میں اخلاقی قدریں اجاگر ہوں۔ سیدنا عمر فاروقؓ نے نظامِ احتساب اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا باقاعدہ محکمہ قائم فرمایا جبکہ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ نے بھی اپنے عہد میں اس نظام کو مضبوط بنایا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ نے نظامِ احتساب کے حوالے سے ایک بار پھر حضرت عمر بن خطابؓ کی یاد تازہ کر دی۔ اموی، عباسی اور بعد میں عثمانی خلفاء کے ادوار حتی کہ سلاطینِ ہند کے دور میں بھی امر بالمعروف عن المنکر کا نظام کسی نہ کسی صورت میں قائم رہا۔ محتسب کے دائرہ اختیار میں آنے والے امور میں دینی اور دنیوی دونوں قسم کے معاملات شامل ہیں۔ محتسب خود باکردار اور شریف النفس اور بے داغ شخصیت کا حامل فرد ہو تاکہ وہ بلا امتیاز ہر کسی کا احتساب کر سکے۔

ذیل میں مختصراً معاشرتی و اخلاقی اور معاشی و اقتصادی دونوں سطح پر ادارہ احتساب کے دائرہ اختیار کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ احتساب کا محکمہ کن امور میں گرفت کر سکتا ہے اور اس کا دائرہ اختیار کیا ہے؟

(۱) معاشرتی و اخلاقی سطح پر انسدادِ کرپشن کا اختیار

۱۔ ناجائز تجاوزات، بوسیدہ عمارتوں کا انہدام، راستوں میں دکانوں کی تعمیر کو روکنا، یہ سب محتسب کے دائرہ اختیار میں ہے۔

(ماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص: ۳۷۲)

۲۔ بازاروں اور عام گزر گاہوں پر ناجائز عمارات بنانا، اسی طرح ذاتی کاروبار کو فروغ دینے کے لیے فٹ پاتھ اور بازاروں میں کرسیاں، بنچ رکھ کر رکاوٹ کھڑی کرنا جو لوگوں کے لیے باعثِ آزار ہوں، ان کے خلاف اقدامات اٹھانا محتسب کے دائرہ اختیار میں ہے۔ (ماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص: ۳۷۲)

۳۔ ہوٹلوں اور دکانوں میں کھانے پینے کی اشیاء سے متعلق حفظانِ صحت کے اصول کے مطابق تدابیر اختیار کرنا، روزمرہ کے اشیاء میں ملاوٹ کی روک تھام، ماپ تول میں کمی پر قابو پانے کے لیے سزا دینا بھی محتسب کے دائرہ اختیار میں ہے۔

(حموی، معجم الادباء)

۴۔ معاشرے میں بڑھتی ہوئی بے حیائی اور فحاشی، فسق و فجور کی روک تھام اور اس مقصد کے لیے نوجوان نسل میں شادی بیاہ کی ترغیب دینا اور شرعی امور پر پابند کروانا بھی محتسب کے اختیار میں ہے۔ (ماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص: ۳۶۷)

۵۔ سرِعام منشیات کا استعمال اور اس سے متعلق دیگر خرابیوں کا مواخذہ کرنا محتسب کے دائرہ اختیار میں ہے۔

(ماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص: ۳۶۴)

۶۔ گداگری کی روک تھام اور روزگار کے مواقع کی فراہمی کے لیے حکمران سے سفارش بھی محتسب کے دائرہ اختیار میں ہے۔

(ماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص: ۳۶۱)

۷۔ محتسب محض الزام اور سوءِ ظن سے مواخذہ نہیں کر سکتا۔

(ماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص: ۳۶۰)

۸۔ رفاہِ عامہ کے امور کی نگرانی بھی محتسب کے دائرہ اختیار میں ہے۔ جیسے بند نہر کو کھلوانا، مساجد کی تعمیر، سرحدی مقامات میں مسافروں کی سہولت کے لیے سرائے کی تعمیر وغیرہ۔

(ماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص: ۳۵۷، ۳۵۸)

۹۔ ہمسایوں کے حقوق کو تحفظ فراہم کرنا اور عدمِ ادائیگی پر مواخذہ کرنا محتسب کے دائرہ اختیار میں ہے۔

(ماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص: ۳۶۹، ۳۷۰)

۱۰۔ عدالت اگر مقدمات میں بلا عذر تاخیر کرے یا قاضی اپنے فرائض سے کوتاہی برتے تو محتسب قاضی کو مقام و مرتبے کا لحاظ رکھتے ہوئے اسے اپنے فرائضِ منصبی کو بحسن خوبی انجام دینے کی تاکید کر سکتا ہے۔ (ماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص: ۳۷۱)

https://www.minhaj.info/

(۲) معاشی واقتصادی سطح پر انسدادِ کرپشن کا اختیار

۱۔ ملکی معیشت اور تجارت کے تمام معاملات میں خرابیوں کو دور کرنے کا اختیار محتسب کو حاصل ہے۔ مثلاً چیزوں میں ملاوٹ کو روکنا، فراڈ، ہیرا پھیری اور دھوکہ دہی سے لوگوں کو باز رکھنا محتسب کے دائرہ اختیار میں ہے۔

۲۔ دھوکہ دہی سے نقصان دہ چیزوں کو فروخت کرنا جرم ہے اس پر سزا دینا محتسب کے دائرہ اختیار میں ہے۔

(ماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص: ۳۶۷، ۳۶۸)

۳۔ مارکیٹوں کی نگرانی اور مہنگائی پر کنٹرول کرنے کی ذمہ داری بھی تاریخ اسلام میں محتسب کی رہی ہے۔

(ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ج: ۸، ص: ۳۰)

۴۔ ذخیرہ اندوزوں اور اشیاء خوردو نوش میں ملاوٹ کرنے والوں کے خلاف کارروائی اور مجرموں کو سزا دینے کا مکمل اختیار محتسب کو حاصل رہا ہے۔

(صبح الاعشیٰ فی صنعۃ الانشاء، ج: ۱۱، ص: ۹۶)

۵۔ محتسب جعلی کرنسی کے کاروبار کو روک سکتا ہے۔ اسلامی قانون کے ماہرین نے اسے مداخلت کی اجازت دی ہے۔

(ماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص: ۳۶۷، ۳۶۸)

۶۔ اشیاء خوردنی، دودھ گھی وغیرہ میں ملاوٹ کا انسداد اور مجرموں کو سزا دینا محتسب کے دائرہ اختیار میں ہے۔

(ماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص: ۳۶۷)

۷۔ محتسب کے فرائض میں سے ایک اہم فریضہ ناپ تول میں کمی اور پیمائش کم کرنے کی خرابی کا مکمل خاتمہ کرنا شامل ہے۔

(ابن خلدون، مقدمہ، ص: ۲۲۵)

۸۔ اوزان وپیمانوں میں جعل سازی اور ہیرا پھیری از روئے قرآن سخت ترین برائی ہے، ایسے لوگوں کو سخت ترین سزا دینا محتسب کا کام ہے۔ (ماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص: ۳۶۸)

۹۔ تمام پروفیشنلز خواہ ڈاکٹرز ہوں یا ٹیچرز، خواہ تجارت و کاروبار سے وابستہ ماہرین ہوں یا چھوٹے طبقہ جیسے لوہار، دھوبی وغیرہ، ان کی کڑی نگرانی کرنا، امانت دار پیشہ ور کی حوصلہ افزائی اور خائن پیشہ ور کی مذمت کرنا، ایسے لوگوں کے کرتوتوں کو پبلک میں بے نقاب کرنا تاکہ لوگ ان کے دھوکہ دہی اور فراڈ سے محفوظ رہیں، ادارہ احتساب کے دائرہ اختیار میں ہے۔

(ماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص: ۳۷۰)

۱۰۔ محض پیسہ بٹورنے کی خاطر عمدہ کام کی بجائے خراب اور ناقص اشیاء تیار کرنا قابلِ گرفت فعل ہے۔ محتسب کو اختیار ہے کہ اس کے خلاف اقدامات کرے۔ اگر کوئی خاص پیشہ ور کام خراب کرنے کا عادی ہو جائے تو محتسب اس سے مواخذہ کرے۔ شے کے تاوان کی صورت میں اگر اس شے کی قیمت محض اندازے پر موقوف ہے تو یہ کارروائی محتسب کے دائرے اختیار سے باہر ہے، اس کا اختیار صرف قاضی کو ہے۔ لیکن اگر قیمت لگانے کی ضرورت نہ پڑے بلکہ اس کی مثل شے دینا ہو کہ جس میں اجتہاد سے نزاع نہیں ہوتا تو محتسب کی کارروائی درست ہوگی کہ اس پر تاوان عائد کرے اور جرم کی سزا دے کیونکہ محتسب کا کام حقوق کی نگہداشت کرنا اور تعدی پر سزا دینا ہے۔

(ماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص: ۳۷۰)

۱۱۔ مالک اگر ورکروں سے ان کی استطاعت سے زیادہ کام لے تو محتسب ایسے مالکان کا مواخذہ کر سکتا ہے۔

(ماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص: ۳۷۰)

۱۲۔ مویشیوں اور جانوروں پر ظلم و ستم اور زیادہ بوجھ ڈالنے کی صورت میں ایسے مالکان کا مواخذہ بھی محتسب کے دائرہ اختیار میں ہے۔ (ماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص: ۳۷۲)

۱۳۔ ٹرانسپورٹر اور کشتی بان وغیرہ اگر زیادہ کمائی کی لالچ میں سامان زیادہ لوڈ کرے جس سے حادثات کا خطرہ ہو تو محتسب اس کی ممانعت کا حکم دے سکتا ہے۔ (ماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص: ۳۷۲)

۱۴۔ محتسب کرپشن کے خاتمے کے لیے ریاستی طاقت کا استعمال کر سکتا ہے۔ (ماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص: ۳۴۹، ابو یعلی الفراء، الاحکام السلطانیہ، ص: ۲۸۴)

۱۵۔ محتسب سخت سے سخت حالات میں اپنے جذبات پر قابو پانے والا ہو۔ یہ منتقم مزاج نہ ہو۔

(ابن قیم، اطرق الحکمیہ، ص: ۲۳۸)

۱۶۔ گواہ عادل نہ ہو تو محتسب مسترد کر سکتا ہے۔ تاریخ اسلام میں محتسب کے اختیار رکھنے والے لوگ قاضیوں اور حکمرانوں تک کی گواہی کو غیر عادل کہہ کر مسترد کرتے رہے ہیں۔ جیسے مسلم سپین کے امیر عبدالرحمن الداخل کے بیٹے سعید الخیر کے کسی مقدمہ میں قاضی ابن بشیر نے امیر الحکم کی گواہی مسترد کر دی تھی۔ (مقری، نفح الطیب، ج: ۲، ص: ۱۴۶۔۱۴۸)

۱۷۔ محتسب اگر اپنے فرائضِ منصبی سے غفلت کرے تو اس کا مواخذہ بھی کیا جاسکتا ہے۔ (مقدمہ ابن خلدون، ص ۲۲۵)

الغرض اگر محکمہ احتساب کو چوکنا کر دیا جائے تو عدل و انصاف کے قیام اور ظلم و ستم کے انسداد میں اس سے بڑھ کر کوئی ادارہ نہیں۔ احتساب کا بنیادی مقصد بھی معاشرے کو ظلم و تعدی سے پاک کرکے اسے امن کا گہوارہ بنانا ہے۔ اسی لیے اسلامی ریاست میں محتسب کو ظلم روکنے کا اختیار حاصل رہا ہے۔ تاریخ سے واضح ہے کہ مسلم حکمرانوں نے نظامِ احتساب کا معیار بلند رکھا اور عدل وانصاف کی روایات کو زندہ رکھا اور بلا امتیاز بااثر شخصیات کو بھی نہ چھوڑا۔ کسی بھی معاشرے کو کرپشن اور بدعنوانی سے پاک کرنے کے لیے ضروری ہے کہ حکومتی سرپرستی میں کڑے احتساب کا مضبوط نظام رائج ہو۔ بعض اوقات امانتدار لوگ بھی کرپشن کی زد میں آجاتے ہیں اور یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں کیونکہ فقہاء کرام نے اس بات کی وضاحت کر دی ہے۔ امام ماوردی نے لکھا ہے:

قد یخون الامین ویغش الناصح۔

(ماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص: ۴۰، ۴۱)

”کبھی کبھار امانتدار آدمی سے بھی خیانت ہو جاتی ہے اور کبھی خیر خواہ آدمی بھی دھوکہ دیتا ہے۔“

خلاصۂ کلام

اس وقت پاکستان کا ایک بڑا مسئلہ کرپشن ہے۔ کرپشن سے معاشرے میں بے عملی، بداخلاقی اور بدعنوانی پھیلتی ہے جس سے معاشرے میں فساد پھیلتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ کسی چھوٹے بڑے حکومتی اہلکار پر الزام لگے اور وہی قصور وار ٹھہرے بلکہ جو بھی کرپشن میں ملوث پایا جائے، محکمہ احتساب کا کام پوری ایمانداری کے ساتھ اسے بے نقاب کرنا ہے۔ بنیادی طور پر احتساب کے ادارے کے قیام کا مقصد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی روح کے مطابق معاشرے کو بدعنوانی اور کرپشن سے پاک کرنے کے لیے حکومت کی معاونت ہے۔ اس کے دائرہ اختیار میں حکومت اور اس کے اداروں کے خلاف افراد کی شکایت، ان پر ظلم و زیادتی کی تفتیش اور چھان بین، انفرادی حقوق کی خلاف ورزی کی روک تھام، سرکاری ملازمین کے کام کا معائنہ اور ان کی بدانتظامی، فرائض منصبی میں غفلت و کوتاہی پر مبنی معاملات کی نگرانی اور ان بے قاعدگیوں و بے ضابطگیوں کا مناسب طریقے سے ازالہ شامل ہے۔ بعض لحاظ سے وفاقی محتسب کو اعلیٰ عدالتوں سے بھی زیادہ اختیارات حاصل ہیں۔

اس وقت من حیث القوم ہم معاشرتی کرپشن اور بدعنوانی کی لپیٹ میں ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر ہر طرح کی برائی کے انسداد کے آئینی اور قانونی طریقہ کو اپنایا جائے اور اسلامی عدل و انصاف کے تقاضوں کے مطابق شفاف طریقے سے کرپشن اور بدعنوانی کے خاتمے کے لیے ٹھوس اقدامات کیے جائیں۔ اسلامی تعلیمات کی رو سے بعض اوامر و نواہی کا تعلق تبلیغ، تذکیر اور وعظ و نصیحت کے ساتھ ہے جس پر عمل کرنا والدین، اساتذہ کرام، علماء و فضلاء اور معاشرے کے دیگر افراد پر واجب ہے جبکہ بعض اوامر و نواہی کا تعلق حکومت کی طاقت اور قوتِ نافذہ کے ساتھ ہے۔ جب تک اوامر و نواہی کے ان دونوں ذرائع کو مؤثر طریقے سے استعمال نہ کیا جائے، معاشرے کا مکمل طور پر تزکیہ اور تطہیر ممکن نہیں۔

احتساب کا عمل محض سزا کے لیے ہی نہیں ہونا چاہیے بلکہ اس سے مقصود کرپشن اور بدعنوانی کو معاشرے میں کم سے کم درجہ تک لے جانا بھی ہو۔ اس کے لیے لازمی ہے کہ احتساب فوری، نتیجہ خیز، سبق آموز اور عبرت انگیز ہو۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ احتساب کا عمل آئین پاکستان کی روح کے مطابق بلا امتیاز جاری و ساری رہے اور اس میں چھوٹے بڑے کا امتیاز نہ ہو۔ تب جا کر ہمارا معاشرہ امن و سکون کا گہوارہ بن سکتا ہے، ہمارے معاشی مسائل ختم ہو سکتے ہیں اور ہم خوشحال اور پرامن زندگی گزارنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

❀❀❀❀❀

جذبہ حب الوطنی

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے عوام الناس کو پاکستان کے ساتھ محبت و وفاداری کا درس دیا

تحریر: محمد اقبال چشتی (ریسرچ اسکالر فرید ملت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ)

امام راغب اصفہانی اپنی کتاب میں محبتِ وطن کے متعلق لکھتے ہیں:

لَولَا حُبُّ الْوَطَنِ لَخَرَبَتْ بِلَادُ السُّوْءِ۔ وَقِيْلَ: بِحُبِّ الْأَوْطَانِ عِمَارَةُ الْبُلْدَانِ۔

”اگر وطن کی محبت نہ ہوتی تو پسماندہ ممالک تباہ و برباد ہو جاتے (یعنی لوگ اپنے ملک سے ہجرت کر کے کسی اور ملک میں جا بستے اور اُن کے اپنے ممالک ویران ہو جاتے) اسی لیے کہا گیا ہے کہ اپنے وطنوں کی محبت سے ہی ملک و قوم کی تعمیر و ترقی ہوتی ہے۔“

امام راغب اصفہانی مزید لکھتے ہیں کہ:

حُبُّ الْوَطَنِ مِنْ طِيْبِ الْمَوْلِدِ۔

”وطن کے ساتھ محبت انسان کی اچھی فطرت و جبلت کی نشانی ہے۔“

اس قول کا مفہوم یہ ہے کہ اعلی اور عمدہ فطرت لوگ نہ صرف اپنے وطن سے غایت درجہ کی محبت کرتے ہیں بلکہ وہ اُس کی تعمیر و ترقی کے لیے دن رات مصروفِ عمل رہتے ہیں۔ ملکی بقاء و سلامتی کی خاطر اپنی جان کو جوکھوں میں ڈالنا اُن کا وتیرہ ہوتا ہے۔ ایسے لوگ اپنے وطن کی نیک نامی اور اَقوامِ عالم میں عروج و ترقی کا باعث بنتے ہیں نہ کہ ملک کے لیے بدنامی خرید کر اس پر دھبہ لگاتے ہیں۔

☆ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا ملکِ پاکستان اور اس کی عوام کے لیے جذبہ حبّ الوطنی قابل ستائش ہے۔ آپ نے فردِ واحد ہو کر پاکستانی قوم کی عروقِ مردہ میں اسلام اور محبتِ رسول ﷺ کی شکل میں حیاتِ جاوداں فراہم کرنے کا وہ عظیم کارنامہ سرانجام دیا جس کی مثال ماضی قریب میں کم نظر آتی ہے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری وہ شخصیت ہیں جنہوں نے عوام الناس کو پاکستان کے ساتھ محبت و وفاداری کرنے کے ساتھ ظلم کے قلع قمع کے لیے کھڑا ہونا سکھایا۔

☆ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے احیائے اسلام، تجدید دین، اصلاحِ احوال، فروغ و تبلیغ اسلام اور پاکستانی عوام کے لیے انسانیت کی بھلائی کے لیے جس مصطفوی مشن کا آغاز کیا تھا، آج وہ مشن دنیا کے کم و بیش ۱۰۰ ممالک میں قائم ہے۔ آپ نے پاکستان کے جذبہ حب الوطنی کے تحت انٹر نیشنل لیول کی معیاری یونیورسٹی قائم کی جو عوام الناس کو انتہائی کم فیس میں اعلی تعلیم فراہم کرنے کے ساتھ اسلامی تربیت کے سنہرے اصول بھی فراہم کرتی ہے۔ شیخ الاسلام کا پاکستان اور عوام پاکستان کے لیے جذبہ حب الوطنی کی ایک عظیم مثال آپ کا قائم کردہ تعلیمی نیٹ ورک ہے۔ تعلیم یافتہ قومیں ہی اپنے ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کرتی ہیں۔

علم اور فطرتِ اسلامی کے زریں اصولوں اور خصائص میں سے اعلی درجہ یہ ہے کہ برائی کا قلع قمع کیا جائے اور کم اَز کم یہ کہ اُس برائی کو دِل سے برا سمجھا جائے۔ جب ہر طرف اندھیروں کا راج اور جمیع اَطراف و اَنحاء میں قنوط و یاس پھیل چکی ہو، تعصّب، مادیت پرستی، لادینیت اور فرقہ واریت کا پرچار ہو تو ایسے نازک

لمحات میں قوم اور امت کسی ایسا صاحبِ دعوت وعزیمت شخصیت کی راہ دیکھتی ہے جو اِن معاملات کو سلجھائے۔۔۔ جذبہ حب الوطنی کے تحت لوگوں کو بحرِ ظلمات سے نکالے۔۔۔ اپنے فکری، علمی، روحانی اور دعوتی لیاقت و قابلیت کے ذریعے امتِ مسلمہ کے مستقبل کو درست سمت کی طرف گامزن کرے۔۔۔ لوگوں کی قنوط و یاس کو یقین۔۔۔ گم کردہ راہوں کو منزل۔۔۔ متلاشیانِ حق کو ہدایت۔۔۔ اور جمود کو تحرک و روشنی عطا کرے۔ بغیر کسی ارتیاب والتباس کے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے ان تمام خوبیوں و ممیزات سے متّصف ہونے کے ساتھ دورِ جدید کے لوگوں کو پاکستان کے ساتھ محبت، اپنی اعلیٰ ذہانت اور تعلیم و تربیت کی نشر و اشاعت کے ذریعے امید کی کرن، علم کی روشنی اور حق کی طرف راہنمائی عطا کی ہے۔

☆ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی پاکستان اور عوامِ پاکستان کے لیے جدوجہدِ مسلسل سے کون واقف نہیں۔ آپ کی جملہ جدوجہد پاکستانی عوام کے لیے تھی کہ ملک کے کروڑوں غریبوں کا مستقبل سنور جائے ۔آپ کا ملکِ پاکستان کے شہریوں کے لیے اپنی جماعت کے ساتھ نکلنا اور ملک میں پائی جانے والی کرپشن، بد دیانتی، بدامنی اور دہشت گردی کے خلاف آپ کے خطابات آپ کے حبّ الوطنی سے سرشار جذبہ کی علامت ہے۔ آپ کی تحاریر ملک و عوام کے لیے بالعموم اور عالمِ اسلام کے لیے بالخصوص نویدِ صبح کی مثال رکھتی ہیں۔

☆ شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہر القادری ملک کو کرپشن اور بددیانتی سے پاک کرنے اور ملک میں حقیقی جمہوری اَقدار کو فروغ دینے کے لیے گزشتہ 42 سال سے برسرِپیکار ہیں۔ ان کی عظیم جدوجہد کا مقصد یہ ہے کہ ملک پاکستان کو اَقوام عالم میں ایک باعزت مقام دلانا ہے۔

انہوں نے ملک میں مروّجہ سیاسی کرپٹ نظام اور طبقاتی تقسیم کے خلاف اپنی تقاریر میں یہ متعدد بار واضح کیا کہ غریب غریب تر اور امیر امیر تر ہو رہا ہے، جس سے ملک میں طبقاتی تقسیم دن بدن بڑھتی جا رہی ہے۔ اسی وجہ سے آپ نے اسلام آباد میں تاریخ ساز دھرنا دیا جو تقریباً اڑھائی ماہ پر مشتمل ہے۔ اس دوران آپ نے پاکستان اور عوامِ پاکستان کے مقدّر کو سنوارنے کے لیے تقاریر کیں اور لوگوں کے اندر پاکستان کی محبت کو بیدار کیا۔

☆ کوئی بھی ملک اس وقت تک ترقی نہیں کرتا جب تک اس کے باسیوں کو امن و سکون کی فضا میسر نہ ہو۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ نے ملک میں اَمن واَمان کی ناگفتہ بہ صورت حال سے عملاً نبرد آزما ہونے کے ساتھ ملکی اعلی عہدیداروں کو مختلف تجاویز بھی دیں اور دہشت گردی کے خلاف ایک مبسوط فتوی لکھ کر بر وقت ملک و قوم کی رہنمائی میں اہم کردار ادا کیا۔

☆ بین الاقوامی سطح پر ملک کی عزت و وقار کو بلند کرنا جذبۂ حب الوطنی کا ثبوت ہے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی نے دنیا بھر میں وطن کا وقار بلند کرنے کے لئے بین الاقوامی سفیر کا کردار ادا کیا۔ اسلام اور اہلِ اسلامیان کے معاملات کو جب ردائے غبارِ تشکیک میں لپیٹنے کی سعی نامشکور ولا حاصل کی گئی تو آپ نے منصہ شہود پر آکر مخالفین کو تقریر اور تحریر کے ذریعے جواب دیا۔ آپ نے پاکستان اور اسلام کے دفاع کے لیے لوگوں کو باور کروایا کہ وطن عزیز پاکستان پر اَمن لوگوں کا ملک ہے جو علم اور امن سے محبت کرتے ہیں۔

☆ فرقہ پرستی اور آپس میں دست و گریبان ہونے سے وطن کے باسیوں میں دوریاں پیدا ہوتی ہیں۔ آپ نے 'فرقہ پرستی کا خاتمہ کیوں کر ممکن ہے؟' کتاب لکھ کر مسلکی مشاجرات و نزعات کی روک تھام کے لیے عملی کردار ادا کیا۔

☆ سود اور کرپشن ملکی معیشت کی تباہی کا باعث ہیں۔ کوئی بھی محبِ وطن اس امر کو برداشت نہیں کرسکتا کہ ملکی معیشت کا بیڑا غرق ہو جائے۔ آپ نے سودی معیشت کے خلاف کتاب لکھ کر اس کا حل پیش کیا۔ اپنی سیاسی پارٹی پاکستان عوامی تحریک کے منشور میں کرپشن کے خاتمہ کے لئے کڑے اور بے رحم احتساب کی شقوں کو شامل کیا۔

وطن کی محبت کا اظہار ناقابلِ تسخیر دفاع سے ہوتا ہے۔ جب بھی کسی حکمران نے وطن کی سپاہیوں کو بے لیس کرنے کا سوچا تو آپ نے اپنے خطابات کے ذریعہ اس کی بھرپور مذمت کی جو آپ کے جذبہ حب الوطنی کا بین ثبوت ہے۔ آپ نے پاکستان کے لیے جذبہ حب الوطنی کے تحت ملکِ پاکستان اور ان کے باسیوں کی خدمات کے لیے کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کیا۔

❀❀❀❀❀

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا دورہ یورپ

ڈنمارک، سویڈن، ناروے، جرمنی، فرانس، برطانیہ میں عظیم الشان کانفرنسز

شیخ الاسلام کی شہرہ آفاق کتاب ''سیرت النبی ﷺ کا اصل خاکہ'' کے مختلف زبانوں میں تراجم کی تقاریب رونمائی

رپورٹ: نوراللہ صدیقی

چیئرمین سپریم کونسل منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے یورپ کا 30 روزہ طویل تنظیمی و دعوتی دورہ کیا۔ دورہ کے دوران چیئرمین سپریم کونسل ڈنمارک، سویڈن، ناروے، جرمنی، فرانس اور برطانیہ گئے۔ یورپی ممالک کے مختلف شہروں میں بھی عظیم الشان کانفرنسز منعقد ہوئیں اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے 72ویں یوم پیدائش کی نسبت سے کیک کاٹے گئے اوران کی صحت و تندرستی اور درازی عمر کے لئے دعائیں کی گئیں۔ چیئرمین سپریم کونسل نے اپنے دورہ کے دوران شبِ معراج اور شبِ برأت کے موقع پر بھی عظیم الشان روحانی اجتماعات سے خطاب کیا۔ اپنے دورہ کے دوران چیئرمین سپریم کونسل نے یورپی ممالک میں آباد ممتاز سماجی، مذہبی و کاروباری شخصیات اور پاکستانی سفرا سے بھی ملاقاتیں کیں۔

چیئرمین سپریم کونسل نے اپنے اس دورہ کے دوران اس بات پر سب سے زیادہ توجہ مرکوز رکھی کہ آج اُمہ جن سیاسی، سماجی، معاشی مسائل سے دوچار ہے اس کا حل سیرت مصطفی ﷺ کو اپنانے اور خلفائے راشدین کے دور سے راہنمائی لینے میں ہے۔ انہوں نے دیارِ غیر میں پرامن اور اسلامی بھائی چارے کے فروغ پر مبنی مصطفوی تعلیمات پر گفتگو کی اور کہا کہ اسلام کی تعلیمات بین المذاہب رواداری، فرقہ واریت اور انتہا پسندانہ رجحانات کی نفی کرتی ہیں۔ اسلام ہر نوع کے متشدد رویوں کو مسترد کرتا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ بنی نوع انسانیت کے لئے سراپا رحمت بن کر آئے۔ آپ ﷺ کا سچا اُمتی کبھی نفرت کرنے والا نہیں ہو سکتا۔

چیئرمین سپریم کونسل نے اپنے دورہ کے دوران ریاستِ مدینہ کے موضوع پر فکر انگیز خطابات بھی کئے اور کہا کہ ریاست مدینہ ایک بہترین سیاسی ماڈل ہے۔ ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے فرانس کے شہر ''لاکورینیو'' میں منہاج القرآن کے اسلامک سنٹر میں ریاستِ مدینہ کے موضوع پر منعقدہ کانفرنس میں اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے زندگی کے ہر شعبہ کے لئے راہنما اصول دیئے۔ میثاق مدینہ ایک ایسا سیاسی، انتظامی ماڈل ہے جو آج بھی متحدہ وفاقی، جمہوری اکائیوں کو باہم لے کر چلنے کے تمام دستوری تقاضے پورے کرتا ہے۔ دستور مدینہ اپنی نوعیت کا پہلا اور منفرد نظام ہے جس نے جدید سیاسی، جمہوری معاشرے کی بنیاد رکھی۔ دستورِ مدینہ انسانیت کے لیے ایک کامل دستورِ حیات ہے جس کی فکری بنیاد امن بقائے باہمی اور حقوق انسانی کے احترام پر قائم کی گئی۔ تاحال دنیا کا کوئی جدید دستور ریاست مدینہ میں متعین کیے گئے سیاسی، ثقافتی، اقتصادی، مذہبی اور اخلاقی اصولوں سے باہر نہیں جا سکا۔ دستورِ مدینہ کا یہ امتیاز ہے کہ اس دستور پر مختلف نظریات اور خیالات رکھنے والے طبقات نے اسے قبول کیا۔ میثاق مدینہ انسانی بقاء اور

خوشحالی کا ضامن ہے۔ آئین مدینہ کے آرٹیکلز کے مطالعہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ دستورِ مدینہ عصرِ جدید کی کسی بھی متحدہ وفاقی جمہوری ریاست کو متحد و یکجا رکھنے کی دستوری قوت رکھتا ہے۔

چیئر مین سپریم کونسل نے 14 فروری کو ڈنمارک کوپن ہیگن سے اپنے تنظیمی بین الاقوامی دورے کا آغاز کیا۔ ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے ڈنمارک میں قرآن وال کا افتتاح کیا۔ انہوں نے قرآن وال کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ منہاج القرآن قرآنی تعلیمات اور قرآنی علوم کے فروغ کی تحریک ہے۔ اس وال کا مقصد عامۃ الناس کو قرآن مجید فرقان حمید کی تعلیمات کی طرف راغب کرنا ہے۔ انہوں نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ اردو، انگلش تراجم کو قرآن وال کا حصہ بنایا گیا ہے۔ کوپن ہیگن میں منعقدہ تقریب میں ڈنمارک میں پاکستان کے سفیر احمد فاروق سمیت بڑی تعداد میں صحافیوں اور مختلف طبقہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی شخصیات نے شرکت کی۔ پاکستانی سفیر احمد فاروق نے منہاج القرآن اور شیخ الاسلام کی فروغ علم و امن کے لئے خدمات کو سراہا۔ بالخصوص ڈینش زبان میں قرآن پاک کے ترجمے کو ایک بہت بڑی دینی خدمت قرار دیا۔ ان کا کہنا تھا کہ دیگر مذاہب کے لوگ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی علمی، تحقیقی کاوشوں کی وجہ سے اسلام کی زریں تعلیمات سے روشناس ہو رہے ہیں۔ ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے یہاں ایگزیکٹو کونسلز اور منہاج القرآن کے کارکنان سے بھی ملاقاتیں کیں اور اجلاسوں کی صدارت کی۔ VALBY میں علمائے کرام اور تحریک کے ذمہ داران سے یادگار نشست منعقد ہوئی۔ ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے اپنے اس دورہ کے دوران تمام ممالک کے ذمہ داران اور منہاج القرآن کی تنظیمی سرگرمیوں اور دعوتی مساعی کے حوالے سے مثالی کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والوں کو تعریفی اسناد اور شیلڈز سے بھی نوازا اور ان کی حوصلہ افزائی کی۔ اس دورہ کے دوران مختلف طبقہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے شیخ الاسلام دامت برکاتہم العالیہ کے ترجمہ عرفان القرآن کے ڈینش زبان میں ترجمہ کو بے حد سراہا۔ چیئر مین سپریم کونسل نے کوپن ہیگن کے نواحی علاقہ (AMAGER) میں منہاج القرآن کے نئے اسلامک سنٹر کی عمارت کا افتتاح کیا۔

اسی دورہ کے دوران چیئر مین سپریم کونسل نے سویڈن میں شیخ الاسلام کے شہرہ آفاق کتاب "سیرت النبی ﷺ کا اصل خاکہ" کا سویڈش زبان میں ترجمہ مکمل ہونے پر منعقدہ تقریب میں شرکت کی اور فکر انگیز خطاب کیا۔ اس تقریب میں عرب کے ممتاز علماء شیخ صلاح الدین برکہ اور شیخ تاج الدین فرقور نے خصوصی شرکت کی۔ اس موقع پر علامہ ادریس الازہری اور علامہ محمد اویس قادری نے بھی شرکت کی۔ چیئر مین سپریم کونسل نے سویڈن میں منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے ذمہ داران سے بھی خصوصی ملاقات کی اور پاکستان میں سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں امدادی سرگرمیوں کے حوالے سے ان کے جذبہ ایثار کو سراہا۔

چیئر مین سپریم کونسل نے جرمنی "سیرت النبی ﷺ کے اصل خاکہ" کے جرمنی زبان میں ترجمہ کی تکمیل پر تقریب رونمائی میں بھی شرکت کی۔ گوتن برگ سویڈن کے زیر اہتمام سیلمی کمیونٹی سنٹر میں معراج النبی ﷺ کے موقع پر تاریخ ساز کانفرنس منعقد ہوئی جو افرادی قوت کے اعتبار سے اپنی مثال آپ تھی۔ اس کانفرنس میں علمائے کرام، سیاسی، سماجی، صحافتی شخصیات اور منہاج یورپین کونسل کے ذمہ داران نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ چیئر مین سپریم کونسل نے ناروے میں انتہائی مصروف وقت گزارا۔ قائد ڈے کی تقریبات، ایگزیکٹو کونسل کی میٹنگز، ورکرز کنونشن میں شرکت سمیت پاکستانی کمیونٹی سے بھرپور ملاقاتیں کیں اور حالات حاضرہ پر تبادلہ خیال کیا۔

یاد رہے کہ چیئر مین سپریم کونسل دورہ یورپ پر روانہ ہونے سے قبل مسلسل ایک ہفتہ پاکستان میں جنوبی پنجاب کے دورہ پر تھے۔ انہوں نے اس دورہ کے دوران روجھان میں متاثرین سیلاب کے لئے منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کی طرف سے تعمیر کئے گئے گھروں کی چابیاں متاثرین سیلاب کے حوالے کیں۔ متاثرین نے مشکل کی گھڑی میں عظیم مدد کرنے پر منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد

طاہر القادری اور منہاج القرآن کے قائدین کا شکریہ ادا کیا۔ چیئرمین سپریم کونسل نے بہاولپور میں ریاست مدینہ کا آئین اور پاکستان کی موجودہ صورت حال پر ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن میں فکر انگیز خطاب کیا جسے وکلا برادری نے بے حد سراہا۔ بہاولپور دورہ کے دوران چیئرمین سپریم کونسل نے یوسی شاہدرہ بہاولپور میں حلقہ درود اور تحریک منہاج القرآن کے تنظیمی دفتر کا افتتاح کیا۔ بہاولپور میں ہی سر صادق پیلس بنکوئٹ ہال میں رحمۃللعالمین کانفرنس سے خطاب بھی کیا اور مقامی علما و مشائخ سے ملاقاتیں بھی کیں۔

چیئرمین سپریم کونسل نے لودھراں میں استحکام ایمان کنونشن سے خطاب کیا، مظفر گڑھ میں تاجدار ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کیا۔ مظفر گڑھ میں منہاج القرآن اسلامک سنٹر کا افتتاح کیا اور کارکنان سے ملاقاتیں کیں۔ جواناں بنگلہ میں بھی منہاج القرآن اسلامک سنٹر کا افتتاح کیا گیا۔ ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے رحیم یار خان میں محبت و اتباعِ رسول ﷺ کانفرنس سے خطاب کیا اور مقامی تنظیم و کارکنان سے ملاقات کی۔ ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے حضرت خواجہ محمد یار فریدؒ کے عرس مبارک کے موقع پر گڑھی شریف میں خصوصی فکری نشست میں اظہار خیال کیا اس موقع پر خواجہ غلام قطب الدین فریدی، خواجہ غلام فرید کوریجہ اور علما، مشائخ بڑی تعداد میں شریک ہوئے۔ جنوبی پنجاب کے دورہ کے دوران چیئرمین سپریم کونسل نے ڈیرہ غازی خان میں رحمۃللعالمین کانفرنس سے خطاب کیا۔ چوک اعظم لیہ میں عظمتِ مصطفی ﷺ اور شانِ اہلبیت و صحابہ کرام رضوان اللہ علھیم اجمعین کانفرنس سے خطاب کیا۔ چیئرمین سپریم کونسل نے اپنے اس دورہ کے دوران ملتان میں ورکرز کنونشن سے خطاب کیا اور کارکنان سے ملاقات کی۔ چیئرمین سپریم کونسل کا جنوبی پنجاب کے دورہ کے دوران جگہ جگہ کارکنان اور اہل علم حلقوں کی طرف سے پرتپاک استقبال کیا گیا۔

❁❁❁❁❁

تجدید و احیائے دین، دعوت و تبلیغ حق، اصلاح احوال امت اور ترویج و اقامت اسلام
کے عظیم مصطفوی مشن کے فروغ اور اسلام کی حقیقی تعلیمات سے آگہی کے لئے

ماہنامہ منہاج القرآن کی

سالانہ خریداری حاصل کریں

زیرسرپرستی
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

فی شمارہ: 60 روپے
سالانہ خریداری: 700 روپے

اپنے علاقے میں موجود پبلک لائبریریز، کالجز، سکولز، عوامی مقامات، دوست احباب
اور علاقے کی موثر شخصیات کو سالانہ خریداری کی صورت میں تحفہ بھجوائیں

365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 042-111-140-140 Ext:128
0300-8886334 Whatsapp: 03008105740
www.minhaj.info Email:mqmujallah@gmail.com

”ہاتھ پھیلانے والوں کو اللہ ہمیشہ محتاج رکھتا ہے“

پروفیسر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کا لاہور چیمبر آف کامرس میں خطاب

ہری پور، ایبٹ آباد مانسہرہ، سرگودھا، اسلام آباد کا خصوصی دورہ

خصوصی رپورٹ

گزشتہ ماہ فروری اور مارچ 2023ء میں صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل محترم پروفیسر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے متعدد پروگرامز میں شرکت کی اور خطابات کیے۔ ان پروگرامز میں ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کے ہمراہ مرکزی قائدین اور مقامی عہدیداران بھی موجود تھے۔ ان پروگرامز کی اجمالی رپورٹ نذرِ قارئین ہے۔ تفصیل کے لیے www.minhaj.org اور ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کا فیس بک آفیشل پیج Dr.Hussain Mohi-ud-Din Qadri ملاحظہ کریں:

ا۔ چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری میں بطورِ مہمان خصوصی شرکت و خطاب

منہاج القرآن انٹرنیشنل کے صدر اور منہاج یونیورسٹی لاہور کے بورڈ آف گورنرز کے ڈپٹی چیئرمین، ماہرِ معیشت پروفیسر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے لاہور چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری میں ”اسلامی معیشت اور درپیش چیلنجز“ کے موضوع پر منعقدہ خصوصی سیشن میں بطور مہمان خصوصی خطاب کرتے ہوئے کہا کہ محدود وسائل اور لامحدود خواہشات کی وجہ سے آج پوری قوم کو انفرادی اور اجتماعی سطح پر معاشی حوالے سے بدترین دن دیکھنے پڑ رہے ہیں۔ پالیسیوں کے عدم تسلسل نے معاشی بحران کو گہرے سے گہرا کیا۔ ماہرین پر مشتمل ایک نمائندہ اکنامک کونسل بنائی جائے۔ اکنامک کونسل اگلے 15 سال کے لئے معاشی روڈ میپ تیار کرے۔ چین، کوریا اور ملائیشیا نے ابتداء میں اکنامک کونسل بنا کر 20 سالہ معاشی پالیسی ترتیب دی اور ترقی کی۔ ایران نے طویل ترین پابندیوں کا سامنا کیا مگر انہوں نے اعتدال، میانہ روی اور پالیسیوں کے تسلسل کے ذریعے بطور ریاست اپنا تجارتی وجود برقرار رکھا۔ ہم امداد اور قرضے لے کر بادشاہوں کی طرح خرچ کرتے رہے۔ سادگی اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ پاکستان کو ایک آزاد، خودمختار، بااختیار اکنامک کونسل کی ضرورت ہے جس کا سیاسی اتار چڑھاؤ سے کوئی واسطہ نہ ہو۔ حکومتوں کے آنے جانے سے بھی اس کونسل اور اس کے روڈ میپ کو کوئی فرق نہ پڑے۔ اکنامک کونسل کو حکومت سمیت سپریم کورٹ اور اداروں کی گارنٹی حاصل ہونی چاہیے۔

معاشی مشکلات کا حل سادگی، اعتدال اور میانہ روی میں ہے۔ بنگلہ دیش کاٹن پیدا نہیں کرتا مگر خطہ میں ٹیکسٹائل کا سب سے بڑا ایکسپورٹر بن گیا۔ پچھلے دس سالوں میں غریب ملکوں نے ترقی کی جبکہ پاکستان میں غربت، قرضوں اور بیروزگاری میں اضافہ ہوا ہے۔ پچھلے چار سالوں میں بیروزگاری میں ہوشربا اضافہ ہوا۔ اسلامی تجارت اور نظام معیشت کی روح غربت کا خاتمہ ہے مگر یہاں سارا بوجھ غریبوں پر ڈالا جا رہا ہے۔ ہم اللہ کو ناراض کر رہے ہیں۔ اسلام کی تشریح ایسے لوگ کر رہے ہیں جن کا تجارت، معیشت اور اسلامی تعلیمات کا علم محدود ہے۔ امیر طبقہ 500 لوگوں کو راشن دینے کی بجائے 50 لوگوں کو کاروبار کروائے اور ان کو پاؤں پر کھڑا کرے تاکہ اگلے سال وہ مدد لینے والے نہیں بلکہ مدد دینے والے بن جائیں۔

انہوں نے اسلامی اخلاقیات تجارت کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ کاروباری لین دین میں قسمیں کھانے والوں پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: خود مختاری کی زندگی اختیار کریں۔ دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلانے والا کبھی خوشحال نہیں ہوتا۔ ہاتھ پھیلانے والوں کو اللہ ہمیشہ محتاج رکھتا ہے۔ پاکستان اتنی بھیک مانگتا ہے کہ دنیا میں مذاق بن گیا۔ خود انحصاری اور مواخات کو اسلامی معیشت میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ ہمارا متمول مسلم طبقہ زکوٰۃ دینے کی بجائے زکوٰۃ چرانے کے لئے مفتیوں سے فتوے مانگتا ہے۔ بیروزگار نوجوان سفارش اور مدد تلاش کرنے کی بجائے دستیاب وسائل کے ساتھ کاروبار کریں۔ کاروبار کرنے والوں کو اللہ 20 راستوں سے خوشحالی دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: خرچ میں میانہ روی آدھی معیشت ہے۔ اعتدال کی راہ اختیار کرنے والا کبھی غربت کا شکار نہیں ہوتا۔

لاہور چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کے صدر کاشف انور نے راجہ زاہد محمود، راشد چودھری، الطاف رندھاوا ودیگر کو بھی خوش آمدید کہا۔ اس موقع پر چیمبر آف کامرس کی قیادت نے کہا کہ ہم اپوزیشن اور حکومتی نمائندوں سے کہہ رہے ہیں کہ چارٹر آف اکانومی پر دستخط کریں اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو پھر ہم آئندہ انتخابات میں عوام کو بائیکاٹ کرنے کا کہیں گے۔

ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کا دورہ ہری پور، ایبٹ آباد، مانسہرہ، سرگودھا، اسلام آباد

ا۔ ہری پور: ڈاکٹر حسین محی الدین نے ترناوا، ہری پور میں گوشۂ درود کا افتتاح کیا۔ اس موقع پر پیر سید محبوب شاہ کاظمی (آستانہ عالیہ چھتڑی شریف ایبٹ آباد)، محمد جاوید القادری (مرکزی نائب ناظم تنظیمات ہزارہ زون) اور مقامی قیادت اور کارکنان موجود تھے۔ افتتاحی تقریب کے شرکاء سے آپ نے درود و سلام کی فضیلت و اہمیت پر خصوصی خطاب فرمایا۔ ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے ہری پور کے علاقہ نور کالونی میں جامع مسجد منہاج القرآن کا سنگِ بنیاد رکھا، اس موقع پر اہل علاقہ نے تحریک منہاج القرآن کی تعلیمات اور پروفیسر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کی شخصیت سے متاثر ہو کر متفقہ طور پر نور کالونی کا نام بدل کر حسین آباد رکھ دیا۔

۲۔ ایبٹ آباد: ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے حویلیاں میں جامع مسجد منہاج القرآن واسلامک سنٹر کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس موقع پر منعقدہ تقریب سے گفتگو کرتے ہوئے صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل نے کہا کہ تحریک منہاج القرآن فروغ علم کی تحریک ہے اور پوری دنیا میں اس کے اسلامک سنٹر اسلام کی حقیقی آفاقی تعلیمات کو عام کرنے میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں، حویلیاں کا اسلامک سنٹر بھی اس علاقے کے لوگوں میں اسلام کی تعلیمات پھیلانے کا باعث بنے گا۔ تقریب میں تحریک منہاج القرآن کے فورمز کے قائدین و کارکنان اور عامۃ الناس نے شرکت کی۔

۳۔ مانسہرہ: تحریک منہاج القرآن مانسہرہ کے زیر اہتمام ٹاؤن شپ گراؤنڈ مانسہرہ میں منعقدہ ''رحمۃ للعالمین کانفرنس'' سے ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے ''اختیارات مصطفی ﷺ'' کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب حضور تاجدارِ کائنات ﷺ کو پیدا فرما کر انہیں ان اختیارات سے سرفراز کیا جو ان سے قبل کسی کو عطا نہ کئے تھے۔ اللہ رب العزت نے تاجدارِ کائنات کو تشریعی، تشریحی اور تکوینی تصرفات عطا کر کے تمام جہانوں کا مالک و مختار بنایا۔ گزشتہ 42 سال میں شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے منہاج القرآن انٹرنیشنل کے ذریعے حضور تاجدار کائنات ﷺ کی محبت، عشق اور آپ ﷺ سے جو عقیدہ رکھنا چاہیئے اس عقیدہ کی تعلیم دی، آپ بھی اس قافلۂ عشق و محبت رسول ﷺ کا حصہ بنیں اور اس معاشرے کو ایک حقیقی مصطفوی معاشرہ بنانے کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔ کانفرنس میں ناظم اعلیٰ تحریک منہاج القرآن خرم نواز گنڈاپور، پیر سید جنید الحق آستانہ عالیہ گولڑہ شریف، پیر سید لعل حسین شاہ آستانہ عالیہ دھمن شریف، پیر سید محبوب شاہ آستانہ عالیہ چھتڑی شریف، پیر سید صفدر علی رضا شاہ گھرالی بھٹہ شریف اور ملک ممتاز، علماء و مشائخ، سیاسی، سماجی، صحافی برادری سے تعلق رکھنے والی معروف شخصیات، منہاج القرآن کے مرکزی و مقامی قائدین اور کارکنان علاوہ عوام الناس (مرد و خواتین) کی بڑی تعداد شریک ہوئی۔

۴۔ سرگودھا: ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے تحریک منہاج القرآن ضلع سرگودھا کے زیرِ اہتمام ورکرز کنونشن میں شرکت کی اور خصوصی خطاب کیا۔ اس موقع پر گفتگو کرتے ہوئے صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل نے کہا کہ تحریک منہاج القرآن فروغ علم کی تحریک ہے، اپنے گھروں کو مراکز علم بنائیں اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی آواز ہر گھر اور ہر فرد تک پہنچائیں۔ انہوں نے پچھلی 4 سالہ شاندار کارکردگی پر سرگودھا کے جملہ تنظیمی ذمہ داران کو مبارکباد دی۔

۵۔ اسلام آباد: ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے تحریک منہاج القرآن و جملہ فورمز کے زیرِ اہتمام منعقدہ ''شیخ الاسلام سیمینار بسلسلہ قائد ڈے'' سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یہ دن ہم سے کچھ تقاضا بھی کر رہا ہے اور وہ تقاضا خدا کے انٹرسٹ کو اپنانے میں ہے۔ وہ تقاضا آج کے دور کے مطابق ولایت کی قیمت ادا کرنا ہے۔ جو شخص قائد سے محبت کرتا ہے، قائد کے فلسفے اور ایجنڈے سے محبت کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ ہمارا قائد اللہ کا مقرب بندہ ہے، اس کا دوست ہے تو پھر ان کی راہ کو اپنائے۔ یہ سفر جیسے انہوں نے طے کیا ہے اسی نقشِ قدم پر چلتے جائیں۔ وہ نقشِ قدم اور راستہ مخلوق کا درد اور مخلوق کی خدمت ہے۔ وہ نقشِ قدم تجدیدِ دین اور احیائے اسلام کے خواب کو شرمندۂ تعبیر کرنا ہے۔

اس پروگرام میں سردار عتیق احمد خان سابق وزیر اعظم آزاد کشمیر، معروف تجزیہ نگار مظہر برلاس، ڈاکٹر غلام دستگیر شاہین چیف ریسرچ آفیسر اسلامی نظریاتی کونسل، راجہ علیم خان عباسی وائس چیئرمین اسلام آباد بار کونسل، نائب ناظم اعلیٰ تحریک منہاج القرآن شمالی پنجاب انجینئر محمد رفیق نجم اور تحریک منہاج القرآن کے جملہ فورمز کے قائدین و کارکنان نے شرکت کی۔ ❁❁❁❁❁❁

کالج آف شریعہ کے زیر اہتمام 7 روزہ تقریبات

کالج آف شریعہ اینڈ اسلامک سائنسز کے زیر اہتمام شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے 72 ویں یوم پیدائش کے موقع پر 7 روزہ تقریبات کا اہتمام کیا گیا جس میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی نامور شخصیات نے شرکت کی۔ تقریب میں مختلف موضوعات پر مباحثے کروائے گئے جس میں مختلف کالجز کے طلبہ نے بھرپور حصہ لیا۔ 7 روزہ تقریبات میں شرکت کرنے والے مہمانوں نے کالج آف شریعہ اینڈ اسلامک سائنسز کے تعلیمی نظم اور طلبہ کی فکری پختگی اور علم سے محبت کو سراہا۔ یوں تو تقریبات کا ہر دن اپنی مثال آپ تھا تاہم اختتامی تقریب کے موقع پر میڈیا کی اہمیت اور ناگزیریت اور اس کے کردار پر منعقدہ مباحثہ نے شرکائے تقریب کے دل موہ لئے۔ طلبہ نے بڑی محنت کے ساتھ میڈیا کے فوائد اور اس کے غلط استعمال کے مضمرات پر روشنی ڈالی۔

اختتامی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے منہاج القرآن انٹرنیشنل کے صدر پروفیسر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے کہا کہ مضبوط ریاست کے لئے ذمہ دار صحافت ضروری ہے۔ فعال ادارے قوم کو مایوسی سے نکالتے ہیں۔ انصاف، تحفظ اور آگے بڑھنے کے مواقع دینے والے نظام کو سوسائٹی کا ہر فرد قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ جب لوگ تعلیم، صحت، روزگار اور انصاف سے محروم ہوتے ہیں تو وہ نظام کو ٹارگٹ کرتے ہیں۔ اچھا اور فعال نظام برائی کو پنپنے نہیں دیتا۔ انہوں نے میڈیا کے کردار پر بین الکلیاتی مباحثہ کا اہتمام کرنے پر کالج آف شریعہ اینڈ اسلامک سائنسز کے پرنسپل ڈاکٹر ممتاز الحسن باروی، جملہ اساتذہ کرام، بزم منہاج کے عہدیداران کو شاندار انتظامات پر مبارکباد دی۔

تقریب میں ڈاکٹر ساجد محمود شہزاد وائس چانسلر منہاج یونیورسٹی لاہور، پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم رانا، علامہ پروفیسر محمد نواز ظفر چشتی، مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی، کرنل (ر) راجہ فضل مہدی، محمد محب اللہ اظہر، ڈاکٹر مجیب الرحمن ملک، ڈاکٹر شبیر احمد جامی، ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی الازہری، ڈاکٹر شفاقت علی بغدادی الازہری نے اظہار خیال کیا۔ ہفت روزہ تقریبات میں حسن قراءت، عربی تقریر، نعت رسول مقبول ﷺ اور مضمون نویسی کے مقابلہ جات کا اہتمام کیا گیا۔ ہفت روزہ تقریبات میں منہاج یونیورسٹی لاہور کے شعبہ اردو کے سربراہ ڈاکٹر فخر الحق نوری، ڈاکٹر اکرام الحق، علامہ عبدالقدوس درانی، سابق وائس چانسلر لاہور یونیورسٹی فارویمن ڈاکٹر فرخندہ منظور نے اظہار خیال کیا۔

کینیڈا: شیخ حماد مصطفیٰ المدنی القادری کا معراج النبی ﷺ کانفرنس اور شبِ برأت کے حوالے سے منعقدہ آن لائن سیمینار سے خطاب

منہاج القرآن انٹرنیشنل کینیڈا کی ایگزیکٹو باڈی نے شب معراج اور معراج النبی ﷺ کی مناسبت سے ایک کانفرنس کا اہتمام کیا۔ شیخ حماد مصطفیٰ المدنی القادری، شیخ احمد مصطفیٰ العربی القادری کے ہمراہ مہمان خصوصی کی حیثیت سے شریک ہوئے۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز قاری شفیق احمد نعیمی نے تلاوت کلام پاک سے کیا۔ اس کے بعد عبداللہ شیخ، خواجہ انجم اور شکیل احمد قادری نے آقا کریم ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں گلہائے عقیدت پیش کیے۔

معراج النبی ﷺ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے شیخ حماد مصطفیٰ المدنی القادری نے کہا کہ معجزۂ معراج اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی قدرت اور حکمت کا اس کے برگزیدہ نبی ﷺ کے دستِ مبارک پر اظہار ہے، تاکہ وہ اپنی اُمت اور اہلِ زمانہ کو اُس کی مِثل لانے سے عاجز کر دے۔ معجزۂ معراج تاریخِ ارتقائے نسلِ انسانی کا وہ سنگِ میل ہے جسے قصر ایمان کا بنیادی پتھر بنائے بغیر تاریخ بندگی مکمل نہیں ہوتی اور روح کی تشنگی کا مداوا نہیں ہوتا۔ آقا علیہ الصلوۃ والسلام کا معراج ماورائے عرش تھا مگر آقا ﷺ نے مومنین کے لیے فرمایا کہ نماز مومن کی معراج ہے، اللہ رب العزت نے شبِ معراج تاجدار کائنات ﷺ کو نماز کا تحفہ عطا کیا۔ اللہ رب العزت ہمیں اس تحفہ کی حفاظت کرنے اور اس پر کاربند رہنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

کانفرنس میں مفتی سہیل احمد صدیقی، شیخ احمد اعوان، ہاشم علی قادری، حسنین حمید، کامران رشید اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والی شخصیات نے بھی شرکت کی۔

☆ ''شبِ توبہ، احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں'' کے عنوان سے منعقدہ آن لائن سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے شیخ حماد مصطفیٰ المدنی القادری نے کہا کہ شبِ برأت میں اللہ کی بخشش و مغفرت، توبہ اور رحمت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔ اب یہ ہمارے ذمہ ہے کہ ہم پروردگار عالم کی بارگاہ میں توبہ کر کے اس کی رحمتیں سمیٹیں۔ ہمیں پختہ عزم کرنا ہوگا کہ ہم اللہ کی بارگاہ میں رجوع کریں گے، معصیت اور گناہ کے راستے کو ترک کر دیں گے، نیکیوں کی وادیوں میں داخل ہو جائیں گے اور اس راستے پر ثابت قدمی اختیار کریں گے۔

شعبان کی پندرھویں شب اللہ کی رحمت اپنے جوبن پر ہوتی ہے اور یہ اعلان ہوتا ہے کہ ہے کوئی بخشش چاہنے والا کہ میں اسے بخش دوں، ہے کوئی سوال کرنے والا کہ میں اسے عطا کر دوں۔

شیخ حماد مصطفی المدنی القادری نے منہاج یوتھ لیگ یورپ، منہاج القرآن انٹرنیشنل اور جملہ منتظمین کو آن لائن سیمینار کے انعقاد پر خصوصی مُبارکباد دی۔ منعقدہ آن لائن سیمینار میں دنیا بھر سے منہاج القرآن انٹرنیشنل کے ذمہ داران و کارکنان، رفقاء و وابستگان اور عوام الناس کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔

منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے زیراہتمام 23 اجتماعی شادیوں کی 19ویں سالانہ تقریب

منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے زیراہتمام 23 اجتماعی شادیوں کی 19ویں سالانہ تقریب کا اہتمام منہاج القرآن کے مرکزی سیکرٹریٹ ماڈل ٹاؤن لاہور میں منعقد ہوئی۔ جس میں پروفیسر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے شرکت کی اور خصوصی خطاب کیا۔ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ اسلام انفرادیت نہیں اجتماعیت کا دین ہے۔ اللہ نے جن کو مالی آسودگی سے نوازا ہے، مستحقین کی مدد ان پر واجب ہے، اسلام کے معاشی نظام میں انفاق فی سبیل اللہ اور مواخات کو مرکزیت حاصل ہے۔ شادیوں کی اجتماعی تقریب کے انعقاد اور مثالی انتظامات پر ڈائریکٹر پراجیکٹس اینڈ انسٹی ٹیوشنز سید امجد علی شاہ اور ان کی پوری ٹیم کو مبارکباد دیتا ہوں۔ منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام ایک مسیحی جوڑے سمیت 23 جوڑے رشتہ ازدواج سے منسلک ہوئے، دلہوں کو تحائف اور دلہنوں کو لاکھوں روپے کا گھریلو سامان تحفہ میں دیا گیا۔

ڈاکٹر فضہ حسین قادری اور منہاج القرآن ویمن لیگ کی راہنماؤں نے دلہنوں کو زیورات کے تحائف دیئے۔ ڈائریکٹر سید امجد علی شاہ نے مہمانوں اور ڈونرز کا شکریہ ادا کیا۔ بالخصوص ڈاکٹر عابد عزیز کو کلیدی کردار ادا کرنے پر تاریخی شیلڈز سے نوازا گیا۔ تقریب سے بریگیڈیئر (ر) اقبال احمد خان، صباحت رضوی ایڈووکیٹ، غلام محی الدین دیوان، انجینئر محمد رفیق نجم، شہزادی گلفام، ڈاکٹر عابد عزیز، چودھری محمد حیات ہندل، جہاں آراء وٹو، چودھری شفیق، شاہد مصطفوی، رانا وحید شہزاد نے اظہار خیال کیا۔ بیرسٹر عامر حسن و دیگر مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی معروف شخصیات نے شرکت کی۔ دلہوں اور دلہنوں کے ساتھ آنے والے ایک ہزار سے زائد مہمانوں کے طعام کا خصوصی اہتمام کیا گیا۔

منہاج آرفنز ویلج کا سنگ بنیاد

گزشتہ ماہ فروری 2023ء میں چیئرمین سپریم کونسل منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اور صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل پروفیسر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے منہاج آرفنز ویلج کا سنگ بنیاد رکھ دیا۔ سنگ بنیاد کی تقریب میں ناظم اعلیٰ خرم نواز گنڈاپور اور مرکزی قیادت نے خصوصی شرکت کی۔ منہاج آرفنز **ویلج** کے سنگ بنیاد نے بہت سے ایسے بچوں کو امید دلائی جنہیں زندگی میں کامیاب ہونے اور معاشرتی چیلنجز پر قابو پانے کے لیے ایک محفوظ اور معاون ماحول کی ضرورت ہے۔ منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کا یہ منصوبہ بلاشبہ رفقاء، کارکنان اور عامۃ الناس کے تعاون سے ہی پایہ تکمیل کو پہنچ سکتا ہے۔ ہر شخص اپنی استطاعت کے مطابق اپنا کردار ادا کرے تاکہ ان بچوں کو زندگی میں کامیابی حاصل کرنے اور درپیش چیلنجز پر قابو پانے میں آسانی میسر آئے۔

❀❀❀❀❀

خصوصی ہدایات برائے معتکفین شہرِ اعتکاف 2023ء

بحمد اللہ تعالیٰ اس سال بھی شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مد ظلہ العالی کی سرپرستی میں اور محترم ڈاکٹر حسن محی الدین القادری و محترم ڈاکٹر حسین محی الدین القادری کی معیت میں جامع المنہاج بغداد ٹاؤن، ٹاؤن شپ لاہور میں 30واں سالانہ شہر اعتکاف آباد ہو رہا ہے۔ جسے حرمین شریفین کے بعد دنیا کے سب سے بڑے اعتکاف ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ شہر اعتکاف تحریک منہاج القرآن کی پہچان ہے۔ وہ ہزارہا خوش نصیب معتکفین جو امسال اس سعادت سے فیض یاب ہوں گے ان کیلئے مرکز کی جانب سے خصوصی ہدایات دی جارہی ہیں۔ جملہ معتکفین پر ان ہدایات کی پابندی لازمی ہوگی۔ نیز تنظیمات جن معتکفین کو لے کر آئیں گی اُن سے ان ہدایات پر عمل درآمد کروانا لازم ہوگا۔ جملہ تنظیمات، رفقاء و کارکنان اعتکاف کو کامیاب بنانے کے لئے اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔

1۔ اعتکاف گاہ میں آنے سے پہلے کرنے والے کام

۱۔ اعتکاف کے لیے تشریف لانے والے جملہ معتکفین کے لیے Vaccinated ہونا ضروری ہے۔ لہذا جن احباب نے ابھی تک ویکسینیشن نہیں کروائی وہ اوّل فرصت میں کورونا ویکسین لگوائیں۔

۲۔ اعتکاف کی سعادت حاصل کرنے کے خواہشمند احباب پریشانی سے بچنے کے لئے بروقت ایڈوانس بکنگ کروالیں۔ بکنگ پہلے آیئے پہلے پایئے کی بنیاد پر ہوگی۔ اعتکاف گاہ میں گنجائش کے مطابق بکنگ کی جائے گی اور جگہ کی تنگی کے باعث تنظیمات کو کوٹہ الاٹ کیا جائے گا۔ معتکفین کی مطلوبہ تعداد مکمل ہونے پر بکنگ بند کر دی جائے گی۔ اعتکاف کی بکنگ کیلئے مقامی تنظیم سے رابطہ کریں۔

۳۔ رجسٹریشن کی آخری تاریخ 10 رمضان المبارک ہے۔ ۴۔ ضروری سامان ہمراہ لے کر آئیں۔

۵۔ امسال اعتکاف میں سحرو افطار کے اخراجات 4 ہزار روپے فی کس ہیں۔ پانچ دن نفلی اعتکاف کے سحر و افطار کے اخراجات 3 ہزار روپے جبکہ تین دن نفلی اعتکاف کے سحر و افطار کے اخراجات 2 ہزار روپے ہیں۔

۶۔ کتب اور خطابات کے میموری کارڈز کی خریداری کیلئے رقم ساتھ لائیں مگر رقم اعتکاف گاہ میں موجود بینک میں جمع کروائیں۔

۷۔ اگر کوئی بیماری ہے تو ڈاکٹر کی رپورٹ اور مکمل ریکارڈ ساتھ رکھیں۔

۸۔ امیر حلقہ کی ذمہ داریاں سرانجام دینے کی صلاحیت کے حامل افراد کو تیار کر کے لائیں۔

۹۔ مقامی تنظیم کے ذریعے قبل از وقت مرکز کو اطلاع کریں تا کہ انتظامات بہتر ہو سکیں۔

۱۰۔ سیکیورٹی کے پیش نظر اصل قومی شناختی کارڈ ہمراہ لائیں، فوٹو کاپی قابل قبول نہیں ہوگی۔

۱۱۔ جملہ معتکفین اپنے کوپن کے ساتھ اپنی پاسپورٹ سائز تصویر attatch کریں گے جسے وہ اپنے سینے پر آویزاں کریں گے۔ اس کی پابندی کرنا ہر ایک پر لازم ہوگا۔

2۔ اعتکاف گاہ میں آتے وقت

۱۔ بروقت آمد (ہجوم اور پریشانی سے بچنے کیلئے 20 رمضان المبارک کی صبح ہی تشریف لے آئیں)

۲۔ سیکیورٹی اور انتظامیہ سے بھرپور تعاون کریں۔ ۳۔ ہر شخص اپنی اور اپنے سامان کی خود چیکنگ کروائے۔

۴۔ اعتکاف گاہ میں داخلہ ٹوکن کے بغیر نہ ہوگا۔ لہذا ایڈوانس بکنگ والے احباب اپنا ٹوکن ہمراہ لائیں۔

۵۔ موبائل فون اور قیمتی اشیاء بینک میں جمع کرواکر رسید حاصل کریں۔

۶۔ موبائل لانے سے اجتناب کریں، ضروری رابطہ کے لئے PCO کی سہولت دستیاب ہوگی۔

۷۔ شہر اعتکاف میں موبائل فون کے استعمال سے معتکفین ڈسٹرب ہوتے ہیں جس سے یکسوئی متاثر ہوتی ہے نیز موبائل فون گم ہونے کی صورت میں انتظامیہ ذمہ دار نہیں ہوگی، آپ خود خیال رکھیں۔

نوٹ: انتظامیہ سے ہر ممکن تعاون فرمائیں تا کہ انتظامیہ آپ کو بہتر سے بہتر سہولیات فراہم کر سکے۔

https://www.minhaj.info/

3۔دورانِ اعتکاف: ا۔ معتکفین پر انتظامیہ کے ساتھ ہر قسم کا تعاون لازم ہو گا۔
۲۔ فیس ماسک لگانا ضروری ہوگا۔ ۳۔کسی قسم کی شکایت کی صورت میں اپنے بلاک انچارج سے رابطہ کریں۔
ہر بلاک میں انتظامیہ کا ڈیسک موجود ہوگاتاکہ آپ کامسئلہ فوری طور پر حل ہوسکے۔
۴۔ ڈسپلن کے لیے ضروری ہے کہ ہر معتکف کے پاس جس بلاک کا کارڈ ہے، وہ وہیں رہ سکتا ہے۔ دوسرے بلاک میں جانے کی اجازت نہیں ہوگی۔ آسانی کے لیے ہر بلاک کے کارڈ کا نام اور رنگ دوسرے بلاک سے مختلف ہے۔
۵۔ آرام کے وقت آرام ضرور کریں تاکہ اگلے دن Fresh ہوکر معمولات سرانجام دے سکیں۔
۶۔ دیگر معتکفین بالخصوص بزرگوں کا خیال رکھیں اور اعتکاف گاہ میں موجود سہولیات کے لئے بزرگوں کو ترجیح دیں۔
۷۔ مشکلات زندگی کا حصہ ہیں اور قربِ الٰہی بغیر مشکلات اور صبر کے ممکن نہیں، اس لیے دس روز پیش آنے والی مشکلات کو صبر و تحمل سے برداشت کریں کیونکہ روزے سے برداشت اور صبر کا سبق ملتا ہے۔
۸۔ کسی مسئلہ کے حل نہ ہونے پر پریشانی کی صورت میں شور شرابہ اور ماحول خراب کرنے کے بجائے انتظامیہ سے رابطہ کریں۔ ۹۔ شیڈول کے مطابق نظام پر بہر صورت عمل کریں۔
۱۰۔ قرآن و حدیث کی روشنی بکھیرتا ہوا قائد محترم کا خطاب ہی حاصلِ اعتکاف ہے اس کو کسی قیمت پر Miss نہ کریں۔
۱۱۔ اعتکاف ایک ایسی سنت ہے جس میں اس کی روح کو مد نظر رکھنا لازمی امر ہے۔ لہٰذا اعتکاف میں تفریح کیلئے نہ آئیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کے حصول اور گناہوں سے توبہ کیلئے اعتکاف کریں اور اسکے جملہ تقاضے پورے کریں۔
۱۲۔ ایک دوسرے سے حسنِ سلوک سے پیش آئیں نیز عملی طور پر باہمی مدد، خدمت و قربانی کے جذبے کے ساتھ اعتکاف میں آئیں۔ ۱۳۔ اپنے سامان کی خود حفاظت کریں۔
۱۴۔ جن احباب کے ساتھ خواتین بھی آئیں وہ احباب، خواتین اعتکاف گاہ میں ملنے کیلئے جانے یا فون کرنے سے اجتناب کریں۔
۱۵۔ صفائی کا خاص خیال رکھیں۔ کوڑا کرکٹ؛ وضو خانہ اور باتھ روم کی جگہ نہ پھینکیں بلکہ کوڑے والے ڈرم میں پھینکیں۔
۱۶۔ سیکیورٹی کے پیش نظر اپنے ارد گرد کے ماحول اور افراد پر کڑی نظر رکھیں۔ کسی بھی مشکوک فرد یا لاوارث سامان/ شاپنگ بیگ، تھیلا وغیرہ دیکھنے کی صورت میں فوری انتظامیہ کو اطلاع کریں۔
۱۷۔ انتظامیہ کی طرف سے جاری فیڈ بیک پروفارمہ اور کوائف فارم ضرور پر کریں۔
۱۸۔ دوسروں کے لئے آسانیاں پیدا کریں۔ ایسا کوئی کام نہ کریں جس سے گردونواح کے معتکفین کو کسی قسم کی تکلیف پہنچے۔
۱۹۔ آپ اپنی زکوٰۃ و عطیات اور فطرانہ منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے کیمپ پر جمع کرواسکتے ہیں۔
۲۰۔ معتکفین اپنے بلاک کے حلقے میں رہیں، صرف نماز کی ادائیگی و خطاب سننے کے لئے مسجد میں تشریف لائیں۔
4۔واپسی: ا۔ واپسی کیلئے ٹرانسپورٹ کا بندوبست بروقت کریں اور منتظمین کو اپنی ڈیمانڈ 26 رمضان المبارک تک فراہم کردیں۔
۲۔ اپنا مکمل سامان ساتھ لے کر جائیں (شیخ الاسلام کی کتب اور خطابات زیادہ سے زیادہ اپنے ہمراہ لے کر جائیں)۔
۳۔ اپنی آسانی کے لئے دوسروں کیلئے مشکلات پیدا نہ کریں۔
۴۔ اپنے حلقے کی صفائی ضرور کرکے جائیں کیوں کہ عید کے فوراً بعد سکول کے ننھے منے طلبہ نے تعلیم کیلئے یہاں آنا ہے۔

خرم نواز گنڈا پور (ناظم اعلیٰ و سربراہ شہر اعتکاف) 0301-5140075
محمد جوّاد حامد (نائب ناظم اعلیٰ ایڈمنسٹریشن واجتماعات و سیکرٹری شہرِ اعتکاف)
0333-4244365, 0315-3653651, 042-35163843

ڈاکٹر حسین محی الدین قادری لاہور چیمبر آف کامرس سے خطاب کرتے ہوئے

منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام اجتماعی شادیوں کی تقریب

ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کا دورۂ ہری پور، ایبٹ آباد، مانسہرہ، اسلام آباد

Monthly
MINHAJ-UL-QURAN
APRIL-2023
LAHORE
Regd CPL No.41

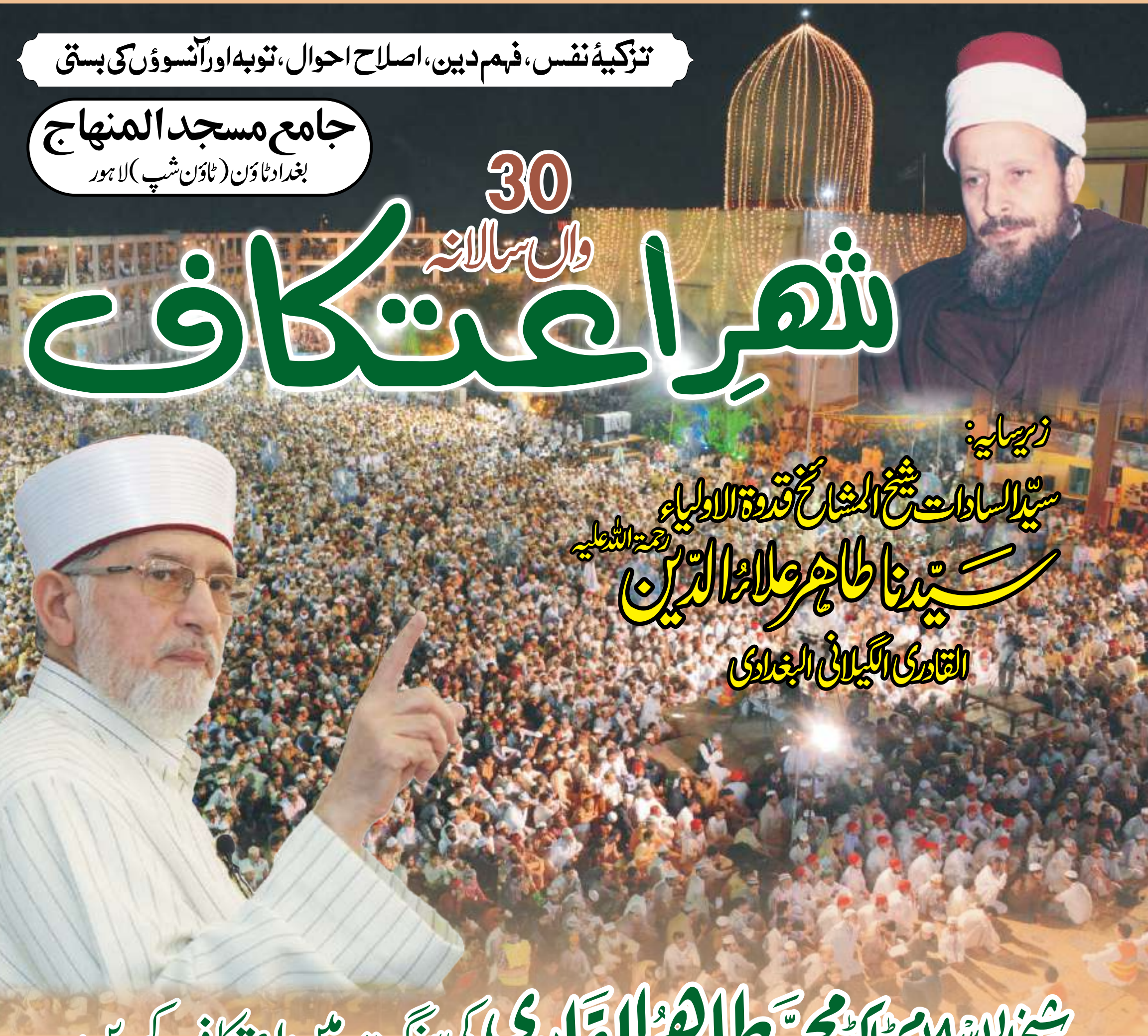

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی سنگت میں اعتکاف کریں

فقہی نشستیں، تربیتی حلقے، محافل قرأت و نعت، مجالسِ ذکر، خصوصی وظائف

خصوصی شرکت ✦ ڈاکٹر حسن محی الدین قادری ✦ ڈاکٹر حسین محی الدین قادری

خواتین کے لیے الگ اعتکاف گاہ کا انتظام

تفصیلات صفحہ 47 پر ملاحظہ فرمائیں

منجانب: نظامتِ اجتماعات تحریک منہاج القرآن

Tel:042-111-140-140
042-35163843
Cell:0333-4244365
0315-3653651
TahirulQadri TahirulQadri www.minhaj.org www.itikaf.com